حصہ ۹ نہم

بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

حصہ ۹ نہم

بحار الانوار

ملّا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶
۴۹۱۷۸۲۳
فیکس: ۴۹۱۷۸۲۳

مصنف ـــــ مُلّا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم ـــــ سید حسن امداد صاحب (ممتاز الافاضل)

طابع ـــــ سندھ آفسٹ پریس۔ کراچی

کتابت ـــــ جعفر زیدی

ناشر ـــــ محفوظ بک ایجنسی۔ مارٹن روڈ کراچی

باسمہ سبحانہ

عرضِ مترجم

"بحار الانوار" طبع جدید طہران جلد نمبر ۵۰ مشتمل بر حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہے

اس میں بحار الانوار کی مضمون وار روایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی اصل کو سامنے رکھ کر دیکھنا چاہیے تو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ پھر ہر روایت پر ضمنی سرخیاں بھی قائم کر دی گئی ہیں تاکہ ناظرین کے لیے نفسِ مضمون کی تلاش آسان ہو جائے۔

ترجمہ کیسا ہے، اس کا فیصلہ خود ناظرین کریں گے، اپنی طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں انڈیلنے کی کتنی ہی کوشش کی جائے پھر بھی پہلی شیشی میں کچھ نہ کچھ لگا ہوا رہ جاتا ہے اور انڈیلنے والا معذور ہے

والسلام

"مترجم"

سید حسن امداد (ممتاز الافاضل)

بحار الانوار جلد نہم

حصّہ اوّل درحالات حضرت امام محمّد تقی علیہ السلام

باب اوّل
ولادت، وفات، اسماء والقاب

باب دوم
آپؑ کی امامت کے متعلق نصوص

باب سوم
معجزاتِ امام علیہ السلام

باب چہارم
اُمّ الفضل بنتِ مامون سے عقد اور احتجاج و مناظرے

باب پنجم
فضائل و مکارم الاخلاق

آپؑ کے اصحاب

حصہ دوم امامِ دہم

حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی ابنِ امام محمد تقی علیہما السلام

باب اوّل

القاب، کُنیت، ولادت وشہادت

باب دوم

امامت کیلئے اقوال ونصوصِ امامؑ

باب سوم

اخبار ومعجزات

باب چہارم

خلفائے وقت

باب پنجم

اولادِ امامؑ اور حالاتِ جعفر کذّاب

باب ششم

احوال اصحاب امام علیہ السّلام

حصّہ سوم امام یازدھم

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

باب اوّل

سکونت، ولادت، القاب اور نقشِ خاتم

باب دوم

نصوص در امامت

باب سوم

مکارم الاخلاق و دیگر امور

باب چہارم

معجزات و کرامات

باب پنجم

اخبار النجوم بحار العلوم

باب ششم

تفاسیرِ آیاتِ قرآنی و اقوالِ زرّیں

(۱) جائے سکونت

میں نے اپنے مشائخ سے سُنا ہے کہ حضر[illegible]
امام علی النقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سُرّ مَن رائے (سا[illegible]
کے جس محلے میں سکونت پذیر تھے اُس نام عسکر تھا اسی لیے ان دونوں حضرات کو یک[illegible]
(عسکریّین) اور ہر ایک کو علیحدہ عسکری کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔
(علل الشرائع باب ۱۶۷)

(۲) تاریخہائے ولادت و وفات اور جائے ولادت، مدتِ امامت و اسمِ والدہ گرامی:

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الاو[illegible]
میں تولد ہوئے۔ آپؑ کی والدۂ گرامی امِ ولد تھیں جن کا اسمِ گرامی حدیثہ تھا۔ آپؑ کی مدتِ اما[illegible]
چھ ۶ سال تھی۔
(الارشاد ص ۳۱۵)

- کتاب مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا علیہ ال[illegible]
دس ۱۰ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے۔
- شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب "حدائق الریاض" میں بھی یہی تاریخ ولادت مرقوم [illegible]
(اقبال الاعمال ۔ حدائق الریاض)
- کتاب الدروس میں ہے کہ آپ کی والدہ کا اسمِ گرامی حدیث تھا۔ آپؑ مدینہ منو[illegible]
کے اندر ماہِ ربیع الاخر میں تولد ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپؑ دوشنبہ کے د[illegible]
تولد ہوئے
(الدروس)
- آپؑ کی ولادت ۸ ربیع الآخر روزِ جمعہ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا [illegible]
آپؑ مقامِ سرمن رائے کے اندر سنہ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی النقی [illegible]
ساتھ تیئیس سال بسر کیے پھر ان کی وفات کے بعد خود آپؑ کا عہدِ امامت چھ سال رہا۔ اور [illegible]

چند ماہ معتز کی حکومت رہی، اس کے بعد مہتدی کی حکومت، پھر معتمد کی حکومت ہوگئی۔ اور معتمد کی حکومت کے پانچ سال گذر جانے کے بعد آپؑ نے شہادت پائی، اور سرمن رائے میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقتِ شہادت آپؑ کی عمر کل چھبیس ۲۶ سال کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۸ سال تھی۔ آپؑ ربیع الاوّل سنہ ۲۶۰ھ کی ابتدائی تاریخوں میں بیمار ہوئے اور ۸ ربیع الاول روزِ جمعہ وفات پائی۔
(مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۲۲)

- محمد بن طلحہ نے اپنی کتاب "کشف الغمہ" میں تحریر کیا ہے کہ آپؑ کی ولادت سنہ ۲۳۱ھ میں ہوئی۔ آپؑ کی والدۂ گرامی امِ ولد تھیں جن کا نامِ نامی سوسن تھا۔ آپؑ کی کنیت ابو محمد اور لقب الخالص تھا۔
(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۶۱)
- آپؑ نے ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پائی، اس طرح آپؑ کا سن وفات کے وقت ۲۹ سال کا تھا جس میں سے ۲۳ سال اور چند ماہ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہے اور اُن کی رحلت کے بعد پانچ سال چند ماہ اپنے عہدِ امامت میں بسر کیے۔ آپؑ کی قبر سرمن رائے (سامرّہ) میں ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۶۲)
- حافظ عبد العزیز بغدادی کا بیان ہے کہ آپؑ کا لقب عسکری ہے سنہ ۲۳۱ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۲۶۰ھ کے اندر عہدِ معتمد میں وفات پائی۔ آپؑ کی قبر سامرّہ میں ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ سنہ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو سرمن رائے میں وفات پائی، اُس وقت آپؑ کا سنِ مبارک صرف اٹھائیس سال کا تھا۔ آپؑ کی والدۂ گرامی امِ ولد تھیں جن کا نامِ نامی حریبہ تھا۔ آپؑ کی قبر سرمن رائے میں آپؑ کے پدر گرامی کی قبر کے پہلو میں ہے
(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۶۳)
- کتاب الدلائل میں حمیری کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ابنِ حضرت امام علی النقی علیہ السلام ماہ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاوّل روزِ جمعہ سنہ ۲۶۰ھ میں آپؑ نے انتقال فرمایا، اُس وقت آپؑ کا سنِ مبارک اٹھائیس سال کا تھا۔
(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۳۰۸)
- اعلام الوریٰ میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینۂ منورہ میں روزِ جمعہ ۸ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے اور آپؑ نے سرمن رائے میں ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو وفات پائی۔ اس وقت آپؑ کا سن اٹھائیس سال کا تھا۔ آپؑ کی والدۂ گرامی امِ ولد تھیں جن کو حدیث کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپؑ کے

مدتِ امامت چھ سال تھی۔

آپؑ کے القاب الہادی، السراج اور العسکری ہیں آپؑ اور آپؑ کے پدر بزرگ
اور آپؑ کے جدِ نامدار، یہ سب اپنے اپنے زمانے میں ابنِ رضا کے نام سے مشہور
آپؑ کے عہدِ امامت میں معتز کی آخری چند ماہ کی حکومت رہی۔ پھر مہتدی نے
گیارہ ماہ اٹھائیس یوم حکومت کی اس کے بعد احمد معتمد علی اللہ بن جعفر متوکل نے بیس سال گیارہ
دن حکومت کی مگر جب اس کی حکومت کو پانچ سال ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی حضرت ابو محمد
امام حسن عسکری علیہ السلام کی قبضِ روح فرمائی۔ اور آپؑ بھی سر من رائے میں اپنے پدرِ گرامی کے
ساتھ دفن کیے گئے۔

ہمارے اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ آپؑ کو زہر سے شہید کیا گیا۔ جس طرح آپؑ کے
پدرِ بزرگوار اور جدِ نامدار بلکہ جمیع ائمۂ اطہار کو زہر سے شہید کیا گیا۔ وہ لوگ اس کی دلیل میں
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:
" واللہ ما منا الا مقتول شہید " (خدا کی قسم ہم میں سب کے سب
مقتول و شہید ہیں۔) (واللہ اعلم)

(اعلام الوریٰ ص ۳۴۹)

③ القاب و کنیت

آپؑ کو الصامت، الہادی، الرفیق، الزکی اور
النقی کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپؑ کی کنیت ابو محمد تھی۔ نیز آپؑ کے اور آپؑ کے
پدرِ عالی قدر حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور آپؑ کے جدِ نامدار حضرت امام محمد تقی جواد
اپنے اپنے زمانے میں ابن الرضا کے نام سے مشہور تھے۔

آپؑ کی والدۂ گرامی اُمّ ولد تھیں جن کا نامِ نامی حدیث ہے۔ آپؑ کے صرف ایک
فرزند امام قائم آلِ محمد علیہ السلام ہیں۔ (جو ابھی تک زندہ ہیں، ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں
جب خدا کا حکم ہوگا ظاہر ہوں گے۔)

(مناقب آلِ ابی طالب جلد ۴ ص ۴۲۱)

④ نقشِ خاتم

آپؑ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا۔ آپ کا نقشِ خاتم
" سبحان من لہ مقالید السموٰت والارض " تھا۔

(فصول المہمہ)

- مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دوشنبہ کے روز چار ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دس ربیع الثانی آپؑ کی تاریخِ ولادت ہے۔ آپ کا نقشِ خاتم: " اَنَا اللہُ شَہِیْدٌ " یا " اِنَّ اللہَ شَہِیْدٌ " تھا۔

(مصباحِ کفعمی)

- عیون المعجزات میں ہے کہ ہمارے اصحاب کی روایت کے مطابق آپؑ کی والدۂ گرامی کا اسمِ شریف "سلیل" تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حدیث تھا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ان کا نام سلیل تھا۔ یہ زنانِ عارفات و صالحات میں سے تھیں روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؑ ۲۳۱ھ میں تولد ہوئے۔
- حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ربیع الآخر ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے آپؑ کی والدۂ گرامی اُمِ ولد تھیں جن کو حدیث کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دربان: آپؑ کے دربان عثمان بن سعید اور حسین بن روح نوبختی (نیبختی) تھے۔

تصانیف: حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک کتاب ۲۵۵ھ میں ملی جو آپؑ کے حالات پر مشتمل تھی۔ جس کے ترجمے کا نام " رسالۂ منقبت " ہے۔ جو اکثر مسائلِ حلال و حرام پر مشتمل ہے اس کتاب کی ابتدائی عبارت یہ ہے:
اخبرنی علی بن محمد بن علی بن موسیٰ۔
خیبری نے کتاب موسوم بہ " مکاتبات الرجال عن العسکریین " میں احکامِ دین کے ایک حصہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ثقات: آپؑ کے ثقات (معتمدین) میں سے علی بن جعفر حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے کارپرداز تھے۔ ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری جنہوں نے پانچ ائمہ کا زمانہ دیکھا۔ داؤد بن ابو یزید نیشاپوری، محمد بن علی بن بلال، عبداللہ بن جعفر حمیری قمی، ابو عمرو عثمان بن سعید عمری، زیات وسمان، اسحاق بن ربیع کوفی، ابو القاسم جابر بن یزید فارسی اور ابراہیم بن عبیداللہ بن ابراہیم نیشاپوری تھے۔

وکلاء: آپؑ کے وکلاء میں محمد بن احمد بن جعفر اور جعفر بن سہیل صیقل ہیں ان دونوں نے آپؑ کے پدرِ بزرگوار اور آپؑ کے فرزند کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔

اصحاب: محمد بن حسن صفار، عبدوس عطار، سری بن سلامہ نیشاپوری، ابو طالب حسن بن جعفر فافانی اور ابو البختری آپ کے اصحاب

آپؑ نے فرمایا کہ جو بات میں تم سے کہوں، وہ اُس تک پہونچا دوگے ؟

اُس نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا جاؤ پہلے کسی صورت سے اُس کا تقرب حاصل کر کے اُنس پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ پھر جب وہ تم سے مانوس ہو جائے تو اُس سے یہ کہنا کہ ایک سوال میرے ذہن میں آیا ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

وہ یقیناً کہے گا کہ پوچھو۔

تم کہنا کہ یہ بتایئے "وہ متکلم جس کے کلام کا نام قرآن ہے اگر وہ آپ کے پاس آئے تو کیا اُس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے کلام کا وہ مطلب نہ بتائے جو آپ نے بتایا ہے بلکہ کوئی اور مطلب بتائے ؟

اُس کے جواب میں وہ کہے گا' ہاں' اس کے لیے یہ جائز ہے کیونکہ وہ کلام اسی کا ہے۔

جب وہ یہ کہے تو پھر تم کہنا کہ: پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے' اللہ نے اپنے کلام کے وہ معنی مراد نہ لیے ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں' اِس طرح آپ غلطی کر رہے ہیں۔

الغرض وہ شاگرد اپنے استاد اسحاق کندی کے پاس پہونچا اور بڑے تلطف و نرمی کے ساتھ اُس نے اپنے اُستاد کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔

کندی نے کہا' کیا کہا' پھر کہو۔

شاگرد نے یہ مسئلہ پھر پیش کیا' تو وہ سوچ میں پڑ گیا اور بولا۔ تمھیں قسم ہے' یہ سوال تم کو کس نے بتایا ہے ؟

اُس نے کہا' کسی نے نہیں۔ یہ سوال از خود میرے دل میں پیدا ہوا۔

کندی نے کہا' ہرگز نہیں' تم جیسا آدمی ایسا سوال کر ہی نہیں سکتا۔ سچ بتاؤ' یہ تم کو کس نے بتایا ہے ؟

بالآخر اُس کو کہنا پڑا کہ مجھ سے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اُن سے یہ سوال کیا جائے۔

کندی نے کہا' ہاں اب تم نے صحیح بات بتائی ہے۔ اِس قسم کا سوال تو سوائے اہلبیت کے اور کسی کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتا۔

اِس کے بعد اُس نے آگ منگوائی اور اُس وقت تک تناقضِ قرآن کے متعلق جو کچھ لکھا تھا وہ سب جلا دیا۔

(مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۲۴)

⑤ — دشمن سے دوستی کرنے کا طریقہ امامؑ

محمد بن اسماعیل علوی سے روایت ہے کہ علی بن اوتاش جو ایک شدید دشمنِ آلِ محمدؐ تھا اور آلِ ابوطالب پر تشدد کیا کرتا تھا۔

ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اُس کے پاس بیٹھے تھے

راوی کا بیان ہے کہ ابھی آپؑ ایک ہی دن بیٹھے تھے کہ اس کی گردن آپؑ کی عظمت و جلالتِ قدر کے سامنے جھک گئی' آپؑ کے سامنے اُس کی نگاہ نہ اُٹھتی تھی۔ جب آپؑ اس کے پاس سے اُٹھے تو بہترین صاحبِ بصیرت بن چکا تھا اور آپؑ کی مدح سرائی کر رہا تھا۔

(اعلام الوریٰ صفحہ ۳۵۹ ، الارشاد مفیدؒ صفحہ ۳۲۶)

⑥ — شاعرِ متوکل کے ساتھ سلوک

شاعرِ متوکل ابو یوسف قصیر کا بیان ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ میں اُس وقت بالکل تنگدست تھا۔ میں نے کئی آدمیوں کے پاس مالی اعانت کے لیے رُقعے لکھے، مگر میرا قاصد ہر جگہ سے بے نیل و مرام واپس آیا' تو میں نے اپنے دل میں کہا' اب میں خود ہر ایک کے دروازہ پر جاؤں گا۔

الغرض جب میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے دروازے پر پہونچا تو اندر سے ابو حمزہ نکلا' اس کے پاس ایک سیاہ تھیلی تھی جس میں چار سو درہم تھے۔

اُس نے کہا' میرے آقا فرماتے ہیں کہ لے یہ رقم اپنے مولود پر خرچ کر اللہ تعالیٰ تجھے مبارک کرے۔

⑦ — علمِ امامت اور اعمالِ بندگان

ابو القاسم علی بن راشد سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کے زمانے میں علویوں میں سے ایک شخص طلب معاش کے لیے سُر من رائے سے بلاد جبل کی طرف چلا۔ راستے میں ایک مرد ہمدانی سے ملاقات ہو گئی۔

اس نے پوچھا' کہاں سے آ رہے ہو ؟

مرد علوی نے کہا' سُر من رائے سے آ رہا ہوں۔

اُس نے پوچھا' فلاں گلی کا دروازہ فلاں جگہ ہے' تم پہچانتے ہو ؟

مردِ علوی نے کہا، جی ہاں۔

اُس نے کہا، تمھیں حضرت حسن بن علیؑ کا کچھ حال معلوم ہے ؟

مردِ علوی نے کہا، نہیں۔

اُس نے کہا، تم کہاں جا رہے ہو ؟

مردِ علوی نے کہا، بلادِ جبل کا ارادہ ہے۔

اُس نے کہا، بلادِ جبل کیوں جا رہے ہو ؟

مردِ علوی نے کہا، روزی کمانے کے لیے۔

اُس نے کہا، اچھا تو میں تم کو پچاس دینار دیتا ہوں یہ لو اور پلٹ چلو، مجھے حضرت حسن بن علی علیہ السلام تک پہونچا دو۔

مردِ علوی نے کہا، بہتر ہے۔

اُس نے مردِ علوی کو پچاس دینار دیے اور وہ اُس ہمدانی کے ساتھ واپس آیا سر من [رائے] پہونچا، دونوں، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے۔ اذنِ باریابی [...] اذن مل گیا، دونوں بیت الشرف میں داخل ہوئے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صحنِ خانہ میں [تشریف] فرما تھے۔

جب امام علیہ السلام کی نظر اُس مردِ جبلی ہمدانی پر پڑی تو آپؑ نے فرمایا، تم فلاں [بن] فلاں ہو؟

اُس نے عرض کیا جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا، تمھارے والد نے تمھیں میرے لیے وصیت کی تھی، تم اُس وصیت کو پورا کرنے کے لیے آئے ہو، تمھارے پاس چار ہزار دینار ہیں۔ وہ مجھے دو۔

اُس نے عرض کیا، جی ہاں،

یہ کہہ کر اُس نے وہ رقم آپؑ کے سامنے رکھ دی۔

پھر آپؑ اُس مردِ علوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، تم طلبِ معاش کے لیے بلادِ جبل جا رہے تھے۔ اُس ہمدانی نے تمھیں پچاس دینار دیے، تم اِس کے ساتھ واپس آئے۔ اب [...] تم کو پچاس دینار اور دیتے ہیں۔

یہ فرما کر آپؑ نے اُس مردِ علوی کو پچاس دینار عطا فرمائے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

۷ = رُعبِ امامت

تلعکبری رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن ابو علی محمد بن ہمام رحمۃ اللہ کی ڈیوڑھی میں چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے ایک ضعیف شخص کا گذر ہوا، جو اونی کوٹ پہنے ہوئے تھا، اُس نے ابو علی کو سلام کیا۔ اُنھوں نے جوابِ سلام دیا۔ اور وہ شخص چلا گیا۔

ابو علی نے کہا، تمھیں معلوم ہے، یہ کون تھا ؟

میں نے کہا، نہیں۔

ابو علی نے کہا، یہ ہمارے آقا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ملازم ہے کیا تمھارا جی چاہتا ہے کہ اس سے اپنے آقا کی کوئی حدیث سنو ؟

میں نے کہا، ہاں۔

اُنھوں نے کہا، تمھارے پاس اس کے دینے کے لیے کچھ ہے ؟

میں نے کہا، ہاں، دو درہم صحیح رہیں گے۔ ؟

اُنھوں نے کہا، اس کے لیے یہ کافی ہے۔

الغرض میں اس کے پیچھے گیا اور اُس سے جا کر کہا کہ تم کو ابو علی بن ہمام بلاتے ہیں، کیا تم اُن کے پاس جانا پسند کرو گے ؟

اُس نے کہا، جی ہاں۔ بسر و چشم۔

پھر ہم دونوں ابو علی بن ہمام کے پاس آئے وہ اُن کے پاس بیٹھ گیا۔

ابو علی نے مجھے اشارہ کیا کہ اسے دو درہم دے دو۔

میں دینے لگا تو اُس نے کہا، اس کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے اصرار کیا اور وہ دو درہم اس کو دے دیے۔

پھر ابو علی بن ہمام نے اُس سے کہا، اے عبد اللہ محمد! حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ کے متعلق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے بیان کرو۔

اُس نے کہا، میرے مالک علویوں میں سب سے زیادہ مردِ صالح تھے، میں نے تو ان جیسا کوئی آدمی ہی نہیں دیکھا۔ وہ مشکی اور نیلگوں زین پر سوار ہوتے اور ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو سر من رائے میں دار الخلافہ کو جایا کرتے۔ چنانچہ جب آپؑ اپنے معینہ دن میں تشریف لے جاتے تو وہاں لوگوں کا عظیم ازدہام ہو جاتا۔ سارے راستے سواریوں سے بھرے ہوتے ہر طرف خچر ہی خچر اور

گدھے ہی گدھے نظر آتے، اتنی بھی جگہ نہ ہوتی کہ آدمی پیدل ہی اس کے اندر سے گذر جائے۔
اُس کا بیان ہے کہ مگر جب میرے آقا وہاں پہونچتے تو کیا آدمی اور کیا جانور سب خاموش ہو جاتے، نہ خچروں کی ہنہناہٹ ہوتی نہ گدھوں کی آواز۔ آپؑ کو دیکھ کر سارے جانور اِدھر اُدھر ہٹ جاتے، درمیان میں وسیع راستہ خالی ہو جاتا اور آپؑ بغیر کسی مزاحمت کے اندر داخل ہو جاتے اور اپنی مخصوص جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے، اور جب دربار سے برآمد ہوتے تو خلیفہ دربان کو حکم دیتا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری لاؤ۔
یہ آواز سن کر لوگوں کا شور و غل، گھوڑوں کی ہنہناہٹ وغیرہ سب ختم ہو جاتی سارے سواریوں کے جانور اِدھر اُدھر ہٹ جاتے، یہانتک کہ آپؑ انتہائی سکون و وقار کے ساتھ سوار ہو کر وہاں سے تشریف لے جاتے۔
اُس ملازم کا بیان ہے کہ ایک دن خلیفہ نے معینہ دنوں کے علاوہ آپؑ کو بُلا لیا۔ یہ چیز آپؑ پر بہت شاق ہوئی، خوف تھا کہ علویوں اور ہاشمیوں میں سے جو لوگ آپؑ کے رتبہ اور منزلت کو دیکھ کر آپؑ سے حسد کرتے تھے اُنھوں نے خلیفہ سے آپؑ کی چغلی کر دی ہو گی آپؑ جب سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے اور دار الخلافہ پہونچے تو کہا گیا کہ خلیفہ تو دربار سے اُٹھ چکا اب آپؑ چاہیں تو یہاں تشریف رکھیں اور چاہیں تو تشریف لے جائیں۔
اُس ملازم کا بیان ہے کہ آپؑ وہاں سے پلٹے اور جانوروں کے بازار میں آئے وہاں بڑا شور و غل تھا، بڑی بھیڑ بھاڑ اور لوگوں کا اژدہام تھا مگر جب آپؑ بازار میں پہونچے تو ہر طرف خاموشی چھا گئی نہ کسی انسان کی آواز بلند ہوئی، نہ جانوروں کی۔
الغرض آپؑ جا کر اس بیوپاری کے پاس بیٹھ گئے جو آپؑ کے لیے جانور وغیرہ خریدا کرتا تھا۔ اس نے آپؑ کے سامنے ایک ایسا خطرناک و شریر گھوڑا پیش کیا جس کے پاس جانے کی کوئی ہمت نہ کرتا تھا۔ بیوپاریوں نے اسے آپؑ کے ہاتھ اصل قیمت سے بھی کم یعنی گھاٹے پر فروخت کر دیا۔
آپؑ نے مجھ سے فرمایا، اے محمد اُٹھو! اور اس پر زین کس دو۔
میں نے اپنے دل میں کہا کہ انھوں نے مجھے کبھی کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا جو میرے لیے باعثِ اذیّت ہوا ہو، اس لیے میں نے آگے بڑھ کر اس کا تنگ کھولا اور اُس کی پشت پر زین رکھ دی۔ وہ بالکل چپ چاپ رہا، اُس نے کوئی حرکت نہ کی۔ میں اُسے لیکر آپؑ کے پاس آیا، تاکہ اسے لیکر چلا جائے کہ اتنے میں وہ بیوپاری دوڑتا ہوا آیا اور بولا:
میں یہ گھوڑا نہیں بیچنا چاہتا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا، پھر یہ ان لوگوں کو واپس کر دو۔
بیوپاری اسے لینے کے لیے آگے بڑھا تو گھوڑے نے اس کی طرف ایسا رُخ کیا کہ وہ ڈر کے مارے بھاگا۔
ملازم کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا ہم نے چھوڑا آپؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور ہم وہاں سے چلے تو وہ بیوپاری پھر دوڑتا ہوا آیا اور بولا:
اس گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ ڈر ہے، کہیں آپؑ اسے خرید کر لے جائیں اور پھر اسے واپس نہ کر دیں۔ اگر آپؑ کو علم ہے کہ یہ گھوڑا کس قدر بد سرشت و شریر ہے اور اس کے بعد بھی آپؑ اس کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیجیے۔
آپؑ نے فرمایا کہ مجھے علم ہے
بیوپاری نے کہا، تو پھر میں نے فروخت کیا۔
آپؑ نے مجھ سے فرمایا کہ گھوڑا لیلو۔
میں اسے لیکر اصطبل آیا۔ نہ اس نے کوئی حرکت کی اور نہ مجھے ستایا۔ یہ سب میرے آقا کی برکت تھی۔
ابو علی بن ہمام کا بیان ہے کہ یہ گھوڑا لوگوں میں خونخوار مشہور تھا، وہ دو پاؤں پر کھڑا ہو جاتا۔ اپنے مالک کو لات مارتا اور پھینک دیتا تھا۔
اُسی ملازم کا بیان ہے کہ میرے آقا تمام علویّین اور ہاشمیّین میں سب سے زیادہ مردِ صالح تھے، انھوں نے کبھی نیند کو منھ نہ لگایا، آپؑ محرابِ عبادت میں بیٹھتے، سجدے میں جاتے اور سجدے ہی میں سو جاتے پھر بیدار ہوتے، پھر سو جاتے، غذا کم تناول فرماتے۔ آپؑ کے لیے انجیر، اور انگور وغیرہ لائے جاتے تو اس میں سے ایک یا دو دانے کھا لیتے اور فرماتے:
اے محمدؐ! اسے لے جاؤ اپنے بچوں کو دے دینا۔
میں پوچھتا، کیا سب اُٹھا لے جاؤں؟
آپؑ فرماتے، ہاں سب لیجاؤ۔
المختصر، میں نے ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں پایا۔ (غیبۃ الشیخ صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)

(۸) — آلِ محمدؐ اللہ کے مکرّم بندے ہیں

ادریس بن زیاد کفر توثائی کا بیان ہے کہ میں حضراتِ آلِ محمدؐ کے متعلق مبالغہ آمیز بڑی بڑی باتیں کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ملاقات کی غرض سے عسکر پہونچا۔ سفر کی وجہ سے بہت تھکا ماندہ تھا اِس لیے ایک حمام کی دکان پر گیا، وہیں پڑ کر سو گیا اور آنکھ اُس وقت کھلی جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے آکر کھٹکھٹایا۔

میں نے محسوس کیا کہ آپؑ ہی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے اس لیے فوراً اٹھا، دروازہ کھولا اور آپؑ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ آپؑ سواری پر سوار تھے اور کئی غلام آپؑ کے گرد تھے۔

آپؑ نے سب سے پہلی بات جو فرمائی وہ تھی کہ اے ادریس! سنو!

"بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ"

(سورۃ الانبیاء آیت ۲۶-۲۷)

ترجمہ: (بلکہ یہ اللہ کے مکرم بندے ہیں، اُس کے قول پر سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔)

میں نے عرض کیا، مولا! میرے لیے یہی آیت کافی ہے۔ درحقیقت میں یہی پوچھنے کے لیے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۲۹)

(۹) = قید خانے میں ؟

کتاب احمد بن محمد بن عیاش میں ہے کہ ابوہاشم جعفری حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں تھے اور معتز نے طالبین کے متعدد لوگوں کے ساتھ ۲۵۸ھ میں ان دونوں کو بھی قید میں ڈال دیا تھا۔

• محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری قید کر لیے گئے تو خاندانِ بنی عباس اور اس اطراف کے منحرفین میں سے صالح بن علی وغیرہ صالح بن وصیف کے پاس پہونچے اور اس سے کہا کہ: حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ ذرا بھی نرمی نہ کرنا، بلکہ اور سختی میں اضافہ کردو۔

صالح بن وصیف نے کہا، حتی الامکان میں نے دو شریر و ظالم ترین لوگ ان پر مامور کیے مگر وہ دونوں بھی آپؑ کی نماز اور عبادت کو دیکھ کر ان سے متاثر ہو گئے۔

اس کے بعد اُس نے اُن دونوں محافظوں کو بلوایا، اُن سے پوچھا، بتاؤ تم دونوں کی اُس مرد (امام حسن عسکریؑ) کے متعلق کیا رائے ہے؟

اُنھوں نے کہا، ہم ایسے شخص کے متعلق کیا کہیں جو دن بھر روزہ سے رہتے ہیں اور رات بھر عبادت کے سوا کسی سے کوئی بات کرتے ہیں، نہ کسی اور کام میں مشغول ہوتے رہا۔ وہ اگر

کبھی نظر اٹھا کر ہم لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا بند بند کانپنے لگتا ہے اور دل اس طرح لرزنے لگتا ہے کہ اپنے قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔

عباسیوں نے جب یہ سُنا تو وہاں سے مایوس واپس ہو گئے۔ (ارشاد صفحہ ۳۲۴)

(۱۰) = زمین کے خزانوں کی کنجیاں

کتاب الجلاء والشفاء میں مرقوم ہے کہ ابوجعفر عمری نے بتایا کہ ابو طاہر بن بلبل ایک مرتبہ حج پر گیا۔ اس نے دیکھا کہ علی بن جعفر ہمدانی بڑی بڑی رقمیں داد و دہش میں خرچ کر رہے ہیں۔

جب حج سے واپس آیا تو اس نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے علی بن جعفر ہمدانی کو ایک لاکھ دینار خرچ کرنے کی اجازت دیدی ہے اور تم کو بھی اتنی ہی رقم خرچ کرنے کی اجازت ہے۔

یہ کام اس امر کی دلیل ہے کہ ان (ائمہ) کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

(مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۲۴)

(۱۱) = تمام ائمہ علم میں برابر ہیں

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ فہفکی نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ عورت غریب و مسکین کو ایک حصّہ (میراث سے) ملتا ہے اور مرد کو دو حصّے؟

آپؑ نے فرمایا، اس لیے کہ عورت پر نہ جہاد فرض ہے، نہ اس کا نان و نفقہ اس کے ذمّے ہے۔ یہ ذمّہ داریاں مردوں پر ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہی سوال تو ابو العوجاء نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تھا اور آپؑ نے بھی اس کا یہی جواب دیا تھا۔

میرے ذہن میں یہ بات آتے ہی، آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، ہاں ٹھیک ہے یہی سوال ابو العوجاء نے بھی کیا تھا اور جب سوال کا مفہوم ایک ہو تو جواب بھی ایک ہی ہوگا۔ سنو! جو بات ہمارے اوّل کی ہوتی ہے وہی ہمارے آخر کی بھی ہوتی ہے۔ ہمارے اوّل و آخر علم اور دیگر امور میں برابر ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو ہم پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہے۔ (مختار الخرائج صفحہ ۲۳۹)

- کشف الغمہ میں بھی دلائل حمیری سے ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔
(کشف الغمہ جلد ۳ صـ ۲۹۹)

- اعلام الوریٰ میں کتاب ابن عباس سے یہی روایت درج ہے۔
(اعلام الوریٰ صـ ۲۵۵)

(۱۲) حجت اللہ اور دوسروں میں فرق

ابو حمزہ نصیر خادم سے روایت ہے
ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے غلاموں سے
اُن ہی کی زبانوں میں کئی مرتبہ باتیں کرتے ہوئے سنا جن میں کچھ رومی تھے کچھ ترکی تھے اور کچھ
صقالبی تھے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، دل میں کہا کہ یہ مدینہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت
ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام کی وفات تک کبھی کسی کے سامنے نہیں آئے، نہ ان کو کسی نے
دیکھا، پھر ان کو یہ زبانیں کیسے آگئیں ؟
ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سنو! اللہ تعالیٰ
اپنی حجت کو ساری مخلوق پر واضح کر دیتا ہے اور اسے ہر شے کا علم عنایت فرما دیتا ہے اپنی بنا پر وہ
دنیا کی تمام زبانوں کو تمام لوگوں کے نسب کو اور زمانے کے تمام ہونے والے آئندہ کے حوادث
کو جانتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر حجت خدا اور محجوبین میں کیا فرق ہوگا ؟
(مختار الخرائج صـ ۲۱۴، مناقب جلد ۴ صـ ۴۲۸)
اعلام الوریٰ کافی اور ارشاد شیخ مفیدؒ میں بھی نصیر خادم کی یہی روایت مرقوم ہے
(اعلام الوریٰ صـ ۳۵۲، کافی جلد ۱ صـ ۵۰۹، ارشاد صـ ۳۲۲)

(۱۳) ایک زائر کے ساتھ سلوک

ابو القاسم حبشی سے روایت ہے اُن کا
بیان ہے کہ میرا دستور تھا کہ ہر سال اول شعبان میں عسکر (سامرہ) میں مقام مقدس کی زیارت
کو جایا کرتا اور نیمۂ شعبان میں زیارتِ قبرِ حسین علیہ السلام کیا کرتا تھا۔ ایک سال میں شعبان
سے پہلے ہی عسکر پہونچ گیا اور خیال تھا کہ اب حسبِ دستور شعبان میں یہاں کی زیارت کو نہ
آسکوں گا۔ مگر جب شعبان آیا تو دل میں کہا کہ ہمیشہ شعبان میں وہاں کی زیارت کی ہے اسے نہ چھوڑ
گا۔ یہ سوچ کر میں پھر عسکر (سامرہ) روانہ ہوا اس سے پہلے جب عسکر پہونچتا تو رقعہ یا خط سے لوگوں

کو مطلع کر دیا کرتا تھا کہ میں آرہا ہوں مگر اس مرتبہ ارادہ کیا کہ صرف زیارت کروں گا اور کسی سے میل
ملاقات نہ کروں گا۔ اس لیے حبشی کے گھر قیام کیا اُس سے کہہ دیا کہ میرے آنے کی کسی کو اطلاع نہ دینا
جب میں نے شب کو اُس کے یہاں قیام کیا، تو گھر کا مالک مسکراتا ہوا دو دینار لے کر
آیا، اس کو خود حیرت تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے یہ دو دینار میرے پاس
بھیجے ہیں اور کہلایا ہے کہ یہ حبشی کو دیدو اور کہو، جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے اس کی حاجت
برآری اللہ کرتا ہے۔
(مختار الخرائج صـ ۲۱۵)

(۱۴) حضرت علیؑ کا نوف سے خطاب

محمد بن علی شرلعی جو مہتدی
کے مقربین میں سے تھا، اس کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا تھا اس کو لوگوں کے واقعات وحالات سے
کافی واقفیت تھی، اس کا بیان ہے کہ میں اکثر مہتدی کے پاس شب بھی بسر کر لیتا تھا۔ ایک شب
کو مہتدی نے مجھ سے کہا؛
اے محمدؐ ! کیا تم کو وہ روایت معلوم ہے جو نوف بکالی نے حضرت علی علیہ السلام سے
نقل کی ہے ؟
میں نے کہا، جی ہاں، یا امیر المومنین، نوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو
دیکھا کہ آپؑ نے ایک شب کو بار بار باہر نکل کر آسمان کی جانب دیکھا، پھر مجھے پکارا :
اے نوف ! کیا تم سو رہے ہو؟
میں نے عرض کیا، نہیں یا امیر المومنین ! میری آنکھیں مسلسل آپؑ پر جمی ہوئی ہیں
آپؑ نے فرمایا "اے نوف ! کیا کہنا ان لوگوں کا جو دنیا میں زاہدانہ زندگی گذارتے ہیں
اور آخرت کی طرف راغب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی زمین کو بستر بنا لیا ہے اور اپنے ہاتھ
کو تکیہ بنایا، یہاں کے پانی کو خوشگوار اور طیب و طاہر سمجھتے ہیں، کتاب خدا پر عمل اُن کا شعار ہے اللہ
سے دعا کرنا ان کا دستور ہے۔ پھر انھوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا، جس طرح حضرت عیسیٰؑ بن
حضرت مریم علیہ السلام نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔
اے نوف ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے عیسیٰؑ مسیح کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے
کہہ دو کہ میرے گھروں میں جب داخل ہوں تو خضوعِ قلب، خشوعِ نظر اور پاک صاف ہاتھوں کے
ساتھ اور انھیں یہ بھی بتا دو کہ اگر ایسا نہ کیا تو، نہ میں اُن میں سے کسی کی فریاد سنوں گا، اور نہ کسی کی
دعا کو قبول کروں گا۔

دل میں یہ سوال بھی تھا کہ مومنین سے اس جگہ کون لوگ مراد ہیں ؟ تو وہ ائمۂ طاہرین ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور وہ ہم (ائمہ) ہیں۔ (مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۲)

(۱۴) — آیۃ "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ" کی تفسیر

روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ ابوہاشم نے حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے مندرجۂ ذیل آیت کی تفسیر دریافت کی: "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ" (سورہ فاطر آیت ۳۲)

ترجمہ: (پھر ہم نے جنھیں اپنے بندوں میں سے منتخب کرلیا اُنھیں کتاب کا وارث بنادیا پس اُن میں سے کچھ تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رَو ہیں۔ اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔)

آپؑ نے فرمایا اس آیت میں ظالم لنفسہ سے مراد وہ ہیں جو امام کا اقرار نہیں کرتے۔ مقتصد سے وہ مراد ہیں جو امام کی معرفت رکھتے ہیں اور سابق بالخیرات سے مراد خود امام ہیں۔

یہ سن کر میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ بڑی چیز ہے جو آلِ محمدؐ کو اللہ نے عطا کی ہے اور یہ سوچ کر میں رونے لگا۔

آپؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا، سنو! آلِ محمدؐ کی عظمتِ شان جو تمہارے ذہن میں ہے اس سے ایک بڑی چیز ہے اور وہ یہ کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اُس نے تمھیں آلِ محمدؐ کے دامن سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قیامت کے دن جب تمام لوگ اپنے اپنے امام و سردار کے ساتھ بُلائے جائیں گے تو تم آلِ محمدؐ کے ساتھ بلائے جاؤ گے۔ تمہارا انجام بخیر ہے۔ (مختار الخرائج صفحہ ۲۳۹)

(۱۵) — اللہ کی عفو و بخشش کا مطلب (تفسیرِ آیت)

ابوہاشم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس قدر عفو سے کام لے گا کہ اُس کا عفو بندوں پر محیط ہو جائے گا اور یہ دیکھ کر مشرک بھی کہنے لگیں گے کہ "وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ" (سورۃ الانعام آیت ۲۳)

(ہمارا رب بھی اللہ ہی ہے، ہم مشرک نہیں ہیں)

یہ سن کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ ہمارے اصحاب میں سے مکّہ کے باشندے نے یہ بات کہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی قرأت فرمائی ہے کہ: "اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا" (سورۃ الزمر آیت ۵۳)

یعنی (اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔) مگر سوال یہ ہے کہ وہ شخص جس نے شرک اختیار کیا ہے اس کا کیا ہوگا۔؟

یہ سن کر میں نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے ڈانٹا تھا۔

ابھی میں اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت ابومحمد امام حسن عسکریؑ نے میری طرف دیکھا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ" (سورۃ النساء آیت ۴۸)

ترجمہ (بیشک اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کردے گا۔)

واقعاً اس شخص نے تم سے کتنی غلط بات کہی تھی۔ (مختار الخرائج صفحہ ۲۳۹)

(۱۶) — (آیۃ) "لِلّٰهِ الْاَمْرُ" کی تفسیر (علم ما فی الضمیر)

ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ" (سورہ روم آیت ۴)

ترجمہ: (اللہ ہی کا حکم ہے اوّل و آخر)

آپؑ نے فرمایا کہ حکم دینے سے پہلے بھی اس کو اختیار ہے کہ حکم دے یا نہ دے اور حکم دینے کے بعد بھی اُس کو اختیار ہے کہ اُسے باقی رکھے یا منسوخ کردے۔

یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرے مقام پر بھی ارشاد ہے "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" (سورۂ الاعراف آیت ۵۴)

ترجمہ: (آگاہ ہوجاؤ اسی کے لیے خلق ہے اور اسی کے لیے امر ہے پاک ہے اللہ رب العالمین)

محمد بن علی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم جہتدی نے فوراً حضرت علی علیہ السلام کی اس روایت کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا، اس کے بعد وہ برابر وسطِ شب میں اُٹھتا، تنہائی میں اپنے رب سے مناجات کرتا اور میں اُس کو یہ کہتے ہوئے سُنتا کہ:

"اے نوف! واقعاً دنیا میں زاہدوں جیسی زندگی بسر کرنے والوں کا اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والوں کا کیا کہنا۔" (مروج الذہب)

(۱۴) امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے

محمد بن ہمام سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے والد نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ ہمارے یہاں لڑکے کا حمل ضائع ہو جاتا ہے اور اس وقت بھی میری زوجہ حاملہ ہے آپ دعا فرمائیں کہ حمل ضائع نہ ہو اور صحیح و سلامت ولادت ہو جائے، نیز سعادت مند بیٹا پیدا ہو جو آپ حضرات کے دوستداروں میں ہو۔

آپ نے اس رقعے کے اوپر اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جیسے تم چاہتے ہو ویسا ہی کر دیا ہے۔"

چنانچہ حمل سلامت رہا اور لڑکا پیدا ہوا۔ (رجال کشی ص۲۹۵)

(۱۵) ہمارے خواب اور بیداری میں فرق نہیں

فضل بن حارث سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام کے سر من رائے سے نکلتے وقت میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام پا پیادہ چل رہے ہیں، کپڑے پھٹے ہوئے ہیں گہرا گندمی رنگ ہے آپ کی جلالتِ شان کو دیکھتے ہوئے مجھے بڑا تعجب ہوا، مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ تھک نہ جائیں۔

جب رات ہوئی تو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں۔

"میرا وہ رنگ جس پر تمہیں تعجب ہوا یہ (کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے) اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جس بندے کے لیے جو رنگ چاہتا ہے اختیار کرتا ہے اور یہ لوگوں کے لیے سبق آموز ہے، کسی بندے کے رنگ پر اس کی مذمت نہیں کی جاسکتی۔ ہم ائمہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے کہ جیسے وہ تھکتے ہیں ہم بھی تھک جائیں، ہم اللہ سے ثباتِ قدم اور توفیقِ تفکر کی دعا

کرتے ہیں۔ یاد رکھو! ہم ائمہ خواب میں بھی ویسے ہی کلام کرتے ہیں جیسے بیداری میں۔

(رجال کشی ص۴۸۰ کشف الغمہ جلد ۳ ص۳۰۲)

(۱۶) انبیاءؑ و مومنین اور منافقین و شیاطین کے سونے کے طریقے

محمد بن یحییٰ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا، میں آپ پر قربان، ایک بات میرے دل میں کھٹک رہی ہے جس کی مجھے بڑی فکر ہے۔ میں نے چاہا کہ آپ کے پدر بزرگوار سے دریافت کروں مگر موقع نہ مل سکا۔

آپ نے فرمایا اے احمد! وہ کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا، مولا! آپ کے آبائے طاہرینؑ کی یہ روایت ہم تک پہونچی ہے کہ انبیاءؑ کی نیند پشت کے بل (چت) ہوتی ہے، مومنین کی نیند دائیں کروٹ ہوتی ہے، منافقین بائیں کروٹ سوتے ہیں اور شیاطین منہ کے بل سوتے ہیں؟

آپ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے عرض کیا، مولا! میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے داہنے پہلو (کروٹ) پر سوؤں، مگر ممکن نہیں ہوتا، نیند ہی نہیں آتی۔

یہ سن کر آپ ذرا دیر خاموش رہے پھر فرمایا، اچھا اپنے دونوں ہاتھ آستینوں سے اندر کی طرف اپنے کپڑوں میں کر لو۔

میں نے ایسا ہی کیا۔

پھر آپ نے اپنے ہاتھ آستینوں سے نکالے اور میرے کپڑوں کے اندر داخل کر دیئے اپنا دایاں ہاتھ میرے بائیں پہلو پر مسح کیا اور بایاں ہاتھ میرے دائیں پہلو پر مسح فرمایا اور تین بار کیا۔

احمد کا بیان ہے کہ جب سے آپ نے اپنے ہاتھ میرے پہلوؤں پر مسح کیے پھر میں کبھی بائیں کروٹ سے سو ہی نہ سکا، نیند ہی نہیں آتی۔ (کافی جلد ۱ ص۵۱۳-۵۱۴)

(۱۷) بدکار عورتوں سے متعہ مت کرو

حسن بن ظریف نے یہ بھی بیان کیا کہ میں تیس سال سے ترکِ متعہ کیے ہوئے تھا میری

آبادی میں ایک عورت تھی جس کے حسن و جمال کی لوگ بہت تعریف کرتے تھے۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، مگر وہ بدکار اور زانیہ تھی، مجھے کراہت محسوس ہوئی، مگر دل میں سوچا کہ ائمہ علیہم السّلام کا قول ہے "زنِ فاجرہ سے متعہ کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے بچا کر حلال کی طرف لے آؤ گے۔"

میں نے اس متعہ کے متعلق حضرت ابو محمد علیہ السّلام کو خط لکھ کر آپؑ سے مشورہ چاہا اور یہ بھی دریافت کیا کہ کیا اتنے عرصہ کے بعد میرے لیے یہ جائز ہے کہ متعہ کروں؟

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، "متعہ سے تم سنّت ادا کروگے اور بدعت کو ختم کروگے، اس لیے تمھیں متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر ایسی عورت سے متعہ نہ کرو جو بدکاری اور زناکاری میں مشہور ہو۔ اگرچہ تمھارے ذہن میں ہمارے آبائے کرام کا یہ قول ہے کہ زنِ فاجرہ سے متعہ کرو اس طرح تم اس کو حرام سے نکال کر حلال کی طرف لاؤ گے، مگر یہ عورت بے عزّت مشہور ہے، ڈرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے تم بھی بے عزّت نہ ہو جاؤ۔

آپؑ کی اس ہدایت کے بعد میں نے اس سے متعہ نہیں کیا، مگر میرے بھائیوں اور پڑوسیوں میں سے ایک شخص شاذان بن سعد نے اس سے متعہ کر لیا۔ یہ بات مشہور ہوئی، بات اوپر تک پہونچی اور معاملہ خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہوا اور اس کی وجہ سے اس شخص کو بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ نے میرے مولا کی ہدایت کی برکت سے مجھے اس سے بچا لیا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۳-۲۰۴)

(۱۸) — فرش پر انبیاء کے قدموں کے نشانات

علی بن عاصم اعمیٰ کوفی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا:

اے عاصم! دیکھو، تمھارے پاؤں کے نیچے جو فرش ہے اس پر بہت سے انبیاءؑ و مرسلین اور ائمہ راشدین بیٹھ چکے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! پھر میں اس مکرّم فرش پر تاحیات جوتا پہن کر نہ آؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا، اے علی! یہ جوتا جو تمھارے پاؤں میں ہے نجس اور ملعون ہے یہ ہماری ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش میں اس فرش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا میرے قریب آؤ۔

میں قریب پہونچا تو آپؑ نے اپنا دستِ مبارک میری آنکھوں پر پھیر دیا، میں ایک دم بینا ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا، کیا تم اس بساط پر قدموں کے نشانات اور نقوش دیکھتے ہو؟

دیکھو! یہ حضرتِ آدمؑ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ وہ یہاں بیٹھتے تھے۔ یہ ہابیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شیثؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ نوحؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ قیدار کا نشانِ قدم ہے۔ یہ مہلائیل کے قدم کا نشان ہے۔ یہ یارد کا نشانِ قدم ہے۔ یہ خنوخ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ متوشلخ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ سام کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ارفخشد کے قدم کا نشان ہے۔ یہ ہودؑ کے قدم کا نشان ہے۔ یہ صالحؑ کے قدم کا نشان ہے۔ یہ لقمانؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ابراہیمؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ لوطؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسماعیلؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ الیاسؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسحاقؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یعقوبؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوسفؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شعیبؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ موسیٰؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوشعؑ بن نون کا نشانِ قدم ہے، یہ طالوت کا نشانِ قدم ہے، یہ داؤدؑ کا نشانِ قدم ہے، یہ سلیمانؑ کا نشانِ قدم ہے، یہ خضرؑ کا نشانِ قدم ہے، یہ دانیالؑ کا نشانِ قدم ہے، یہ الیسعؑ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ذوالقرنین کا نشانِ قدم ہے، یہ شاپور بن اردشیر کا نشانِ قدم ہے، یہ لوئی کا نشانِ قدم ہے، یہ کلاب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ قصی کا نشانِ قدم ہے، یہ عدنان کا نشانِ قدم ہے، یہ عبد مناف کا نشانِ قدم ہے یہ عبدالمطلبؑ کا نشانِ قدم ہے، یہ عبداللہ کا نشانِ قدم ہے، یہ میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا نشانِ قدم ہے، یہ امیرالمومنینؑ کا نشانِ قدم ہے، یہ آپؑ کے بعد کے اوصیاءؑ کے نشاناتِ قدوم ہیں مہدیٔ منتظرؑ تک۔ اس لیے کہ یہ حضرات اس پر چلے اور بیٹھے ہیں۔

پھر فرمایا، ان نشانات کو دیکھا، یہ دینِ خدا کے آثار و نشانات ہیں۔ ان میں شک کرنے والا اللہ کی ذات میں شک کرنے والا ہے، ان سے انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکار کرنے والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اپنی نگاہیں نیچی کر لو، اے علی۔

میں نے اپنی نظریں جھکائیں تو میں جیسا تھا پھر ویسا ہی ہو گیا۔

علی بن عاصم کا بیان ہے۔ یہ سن کر میں ہر ایک کے قدموں کے نشانات پر گرا انھیں بوسہ دیا، پھر امام علیہ السّلام کے دستِ مبارک کے بوسے لیے اور عرض کیا: مولا! میں مجبور ہوں ہاتھوں سے تو آپؑ حضرات کی نصرت کر نہیں سکتا، سوائے اس کے کہ تنہائی میں آپؑ حضرات سے تولّا اور آپؑ حضرات کے دشمنوں سے تبرّا کروں ان پر لعنت بھیجوں۔ پھر مولا، یہ فرمائیں کہ میرا کیا حشر ہوگا؟ میری عاقبت کیسی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: میرے پدرِ بزرگوار نے مجھ سے میرے جدِ نامدار جناب رسول [illegible]
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ "جو شخص اپنے ضعف و کمزوری کی وجہ سے
اہلبیتؑ کی نصرت نہ کر سکتا ہو اور تنہائیوں میں ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہو تو اللہ اس کی
کو تمام ملائکہ تک پہونچاتا ہے" اور جب تم میں سے کوئی ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہے تو م[illegible]
اس کی معاونت و مداومت کرتے ہیں اور جو ہمارے دشمنوں پر لعنت نہیں بھیجتا، ملائکہ اس پر [illegible]
بھیجتے ہیں۔ اور جب اس لعنت بھیجنے والے کی آواز ملائکہ تک پہونچتی ہے تو وہ سب اُس کی
کے لیے استغفار کرتے ہیں، اُس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "پروردگارا! تُو اپنے اس
کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرما جس نے تیرے اولیاء کی نصرت کے لیے سعی کی، اگر اس سے
نصرت کرنے کی اس میں قدرت ہوتی تو وہ اس سے زیادہ نصرت کرتا۔"

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اے میرے ملائکہ! میں نے تمھاری د[illegible]
کو اپنے اس بندے کے حق میں قبول کیا، میں نے تمھاری دعائیں سنیں اور تمام نیک بندوں کی
کے ساتھ اس کی روح پر بھی رحمت نازل کی۔ اور میں نے اسے بھی اپنے منتخب اور نیک بند[illegible]
شمار کیا۔

- ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد علیہ [illegible]
سے اپنے تنگیٔ محبس اور قید کی سختی کا حال آپؑ کو لکھ بھیجا۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا (نہ گھبراؤ) آج تم ظہر کی نماز اپنے گھر میں [illegible]
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ظہر کے وقت قید خانے سے رہائی ملی اور نماز اپنے گھر پڑھی۔
میں اُن دنوں تنگ حالی میں مبتلا تھا، جی چاہتا تھا کہ آپؑ سے کچھ مدد چاہوں مگر [illegible]
آتی اور اسے خط میں نہ لکھ سکا۔ مگر جب میں گھر پہونچا تو آپؑ نے ایک سو دینار بھیجے اور خط میں [illegible]
جب تمھیں کسی چیز یا رقم کی ضرورت ہوا کرے تو مانگ لیا کرو، شرم نہ کیا کرو، تم جتنا مانگو گے دوں گ[illegible]

(مناقب صـ ۴۳۹)

- اعلام الوریٰ اور ارشاد شیخ مفیدؒ میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(اعلام الوریٰ صـ ۳۵۴ الارشاد صـ ۳۲۲)

(۱۹) = صاعد نصرانی کا اسلام لانا

محمد بن ہارون سے روایت ہے اُن کا بیا[ن ہے]
کہ میرے والد نے مجھے ایک صاحب کے ساتھ ابو العلا صاعد نصرانی کے پاس بھیجا تاکہ میں اُن [سے]
وہ روایت سُن لوں جو وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق بیان کرتا ہے۔
اُن صاحب نے مجھے اُس تک پہونچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک مردِ بزرگ ہے۔ میں نے اُسے
اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

اُس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا "میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ
ہم اور ہمارے تمام بھائی اہلِ بصرہ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنے یہاں کے عامل کے ظلم کی شکایت کرنے
کے لیے سر من رائے گئے۔ اسی اثناء میں ایک دن اتفاقاً دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری
علیہ السلام اپنے بغلہ پر سوار چلے آرہے ہیں۔ آپؑ کے سر پر ململ کی ٹوپی تھی اور دوش پر چادر۔

میں نے اپنے دل میں کہا، بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ غیب کی بات جانتے
ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ اپنے آگے کی ٹوپی پیچھے کر لیں گے۔

آپؑ نے ایسا ہی کر دیا۔

میں نے دل میں کہا، یہ محض اتفاقیہ امر ہے۔ اچھا، یہ اپنے داہنے کاندھے پر پڑی
ہوئی چادر کا سرا بائیں جانب اور بائیں جانب کے سرے کو دائیں جانب ڈال لیں، تب جانوں گا کہ
انھیں علمِ غیب ہے۔

آپؑ نے یہ بھی کر دیا اور چلتے رہے۔

جب میرے قریب پہونچے تو فرمایا: اے صاعد! تم بکری کا گوشت کیوں نہیں کھاتے،
مچھلی کیوں کھاتے ہو؟ وہ پانی کی مخلوق ہے، تم پانی کی مخلوق تو نہیں ہو!
اور ہم لوگ اس زمانے میں مچھلی کھایا کرتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ میرے والد کے الفاظ ہیں کہ میں نے وہی بیان کیا ہے جو میں نے
دیکھا اور جو میں نے سُنا۔

اس واقعے کے بعد صاعد اسلام لایا اور معتمد کا وزیر بنا۔ (کتاب النجوم)

① ـــ سنگریزے ائمۂ طاہرین کی مہریں

داؤد بن قاسم ابوہاشم جعفری
سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہلِ یمن میں سے ایک شخص کے لیے حاضرِ خدمت ہونے کی آپؑ سے اجازت
طلب کی گئی۔ آپؑ نے اجازت دی تو ایک مردِ شکیل وطویل وجسیم اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔

آپؑ نے جوابِ سلام دیا اور فرمایا، بیٹھ جاؤ۔

وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش معلوم ہوتا کہ یہ کون شخص ہے ؟

حضرت ابومحمد علیہ السلام نے فرمایا، یہ سنگریزے والی اُس زنِ عربیہ کا لڑکا ہے
جس کے سنگریزے پر میرے آبائے کرام نے اپنی مہریں ثبت کی ہیں۔

پھر آپؑ نے اُس سے فرمایا، لاؤ وہ سنگریزہ کہاں ہے ؟

اُس نے ایک سنگریزہ نکالا، جس کے ایک کنارے پر ایک صاف جگہ خالی تھی۔ آپؑ
نے اسے لیا، اُس پر اپنی مُہر ثبت فرمائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ اُس
پر حسن بن علی ثبت ہے۔

میں نے اس مردِ یمنی سے پوچھا، تم نے مولا کو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا ؟

اُس نے کہا، نہیں، خدا کی قسم، ایک عرصے سے تمنا تھی کہ آپؑ کی زیارت سے مشرف ہوں
اور اس وقت یہ جوان سامنے آئے جن کو میں نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔

اور وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اے اہلبیتِ رسولؐ! آپ حضرات پر اللہ کی رحمت اور برکت
نازل ہو۔ آپ حضرات میں بعض ذریت ہے بعض کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ کا حق بھی ہم پر اسی
طرح فرض ہے جس طرح امیرالمومنین علیہ السلام اور دیگر ائمہ کا حق فرض تھا۔ حکمت والا
آپ تک پہونچی ہے۔ بیشک آپ اللہ کے ایسے ولی ہیں کہ آپ سے عدمِ علم اور ناواقفیت کا کوئی شخص

عذر نہیں پیش کر سکتا۔

میں نے اس سے پوچھا تمھارا نام کیا ہے ؟

اُس نے کہا میرا نام مہجع بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن اُم غانم ہے، جو
ایک زنِ عربیہ یمن کی رہنے والی تھیں جن کے پاس یہ سنگریزہ تھا جس پر امیرالمومنین علیہ السلام نے
مُہر ثبت فرمائی تھی۔

اِس واقعہ کی طرف ابوہاشم نے اپنی نظم میں اشارہ بھی کیا ہے۔ (اعلام الوریٰ ص ۳۵۳)
(غیبۃ طوسی ص ۱۳۱، کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۱۴، مختار الخرائج، مناقب جلد ۲ ص ۴۴۱)

② ـــ معجز نما سرمہ کی سلائی

ابوجعفر محمد بن عیسیٰ بن احمد زرجی کا بیان ہے،
کہ میں نے سرمن رائے میں شارع سوق پر واقع ایک مسجد زبید کے اندر ایک نوجوان کو دیکھا، مجھے
بتایا گیا کہ یہ ہاشمی نوجوان موسیٰ بن عیسیٰ کی اولاد میں سے ہے۔

راوی نے اس کا نام نہیں بتایا مگر اس کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا جب سلام
پڑھ کر نماز سے فارغ ہوا تو اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا:

آپ قمی ہیں یا رازی ؟

میں نے کہا میں قمی ہوں اور کوفہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی مسجد کا
مجاور ہوں۔

اُس نے پھر دریافت کیا کہ کیا آپ موسیٰ بن عیسیٰ کے گھر کو جانتے ہیں جو کوفہ ہی میں ہے ؟

میں نے کہا، ہاں، میں جانتا ہوں۔

اس نے کہا، میں اُن ہی اولاد میں سے ہوں۔

اُس نوجوان نے بیان کیا کہ میرے والد کے دو بھائی اور بھی تھے۔ بڑا بھائی دولتمند تھا
اور چھوٹے کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک دن چھوٹا بھائی بڑے کے پاس گیا اور اُس کے چھ سو دینار چُرا لیے۔
بڑے بھائی نے دل میں کہا کہ میں حضرت حسن بن علیؑ بن محمد بن رضا علیہم السلام کے پاس جاؤں گا، وہ
بڑے شیریں زبان ہیں۔ اُن سے عرض کروں گا کہ چھوٹے بھائی کو سمجھائیں شاید وہ میرا مال واپس کر دے۔

یہ ابتدائے شب کا واقعہ تھا، مگر جب صبح ہوئی تو میں نے ارادہ بدل دیا اور دل میں
کہا کہ نہیں اُن کے پاس نہیں، بلکہ بادشاہ کے مصاحب اسباس ترکی کے پاس جا کر چھوٹے بھائی کی
شکایت کروں۔

یہ سوچ کر میں اسباس ترکی کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ شطرنج کھیلنے میں مصروف ہے۔ میں وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کا آدمی میرے پاس پہونچا اور بولا:

چلیے آپ کو میرے مولا نے یاد فرمایا ہے۔

میں وہاں سے اُٹھ کر اُس آدمی کے ہمراہ چل دیا۔ جب آپؑ کی خدمت میں پہونچا، تو آپؑ نے فرمایا، کیوں، اوّلِ شب میں تو تمھیں میری ضرورت تھی مگر صبح ہوتے ہوتے تم نے ارادہ بدل دیا۔ اچھا جاؤ وہ تھیلی جو تمھاری چوری ہوگئی تھی، واپس ہوگئی ہے۔ دیکھنا اپنے بھائی پر ہرگز شک نہ کرنا، بلکہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، اسے کچھ دیدینا اور اگر تم نہ دے سکو تو میرے پاس بھیج دینا، میں اسے دے دوں گا۔

وہ کہتا ہے کہ یہ سن کر جب میں وہاں سے چلا تو راستہ ہی میں میرا غلام مجھے ملا، اُس نے بتایا کہ دیناروں کی تھیلی مل گئی۔

ابوجعفر زرجی کا بیان ہے کہ دوسرے دن وہ نوجوان مجھے اپنے گھر لے گیا، میری ضیافت کی، پھر اپنی کنیز کو آواز دی کہ "اے غزال" یا "اے زلال"۔

میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر کنیز آئی، اس نوجوان نے کہا، اے کنیز! ذرا اُس سُرمہ کی سلائی اور نومولود کا واقعہ تو بیان کر۔

اس کنیز نے کہا، سُنیے، میرے یہاں ایک بچّہ آنکھ کے سخت درد و تکلیف میں مبتلا ہوا، میری مالکہ نے مجھ سے کہا:

ذرا حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے گھر جا، اور حضرت حکیمہ سے کہہ کہ وہ کچھ دیں تاکہ اس بچّہ کو شفا ہو جائے۔

میں اُن کی خدمت میں پہونچی اور درخواست کی حضرت حکیمہ نے فرمایا:

ذرا وہ سلائی تو لاؤ جس سے اس بچّہ کو سرمہ لگایا تھا، جو ابھی گذشتہ شب پیدا ہوا یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے فرزند۔ چنانچہ وہ سلائی آئی حضرت حکیمہ نے مجھے عطا کی میں اسے لیکر اپنی مالکہ کے پاس آئی اور اس سلائی سے اُنھوں نے اپنے بچّے کی آنکھ میں سرمہ لگایا تو وہ فوراً شفایاب ہوگیا۔ وہ سلائی ہمارے پاس عرصہ تک رہی، اُس سے شفا حاصل کرتے رہے مگر بعد میں وہ سلائی کہیں گم ہوگئی۔

ابوجعفر زرجی کا بیان ہے کہ پھر میں مسجدِ کوفہ میں ابوالحسن بن برہون برسی سے ملا، اُن سے یہ واقعہ بیان کیا، اُنھوں نے کہا کہ اس ہاشمی نے مجھ سے بھی یہی واقعہ بے کم وکاست بیان کیا تھا۔ (کمال الدین جلد ۲ ص ۱۹۳)

(۳) — فصد میں خون کے بدلے دودھ نکلا

مقامِ رَے کے ایک طبیب جس کی عمر سو سال سے کچھ زائد تھی، نے یہ روایت بیان کی ہے، اُس نے کہا کہ میں متوکل کے طبیبِ خاص بختیشوع کے منتخب شاگردوں میں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا (امام حسن عسکری) علیہ السّلام نے میرے اُستاد کے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ اپنے حلقے کے کسی خاص الخاص شاگرد کو بھیج دو، وہ میری فصد کھول دے۔

اُستاد نے مجھے منتخب کیا اور کہا حضرت ابنِ رضاؑ نے مجھ سے ایک آدمی مانگا ہے جو اُن کی فصد کھول دے۔ لہٰذا تم جاؤ۔ اور یہ بھی جان لو کہ اس زمانے میں روئے زمین پر اُن سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے، لہٰذا جو کچھ وہ کہیں اس پر عمل کرنا معترض نہ ہونا۔

اُس طبیب کا بیان ہے کہ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے فرمایا، جاؤ اس حجرے میں بیٹھ کر انتظار کرو، مناسب وقت پر میں تم کو خود بُلاؤں گا،

حالانکہ جس وقت میں آپؑ کی خدمت میں پہونچا، وہ وقت فصد کے لیے بہترین تھا مگر آپؑ نے مجھے ایسے وقت بلایا جو میرے نزدیک اُن کے لیے فصد کا مناسب وقت نہ تھا۔ ایک بڑا طشت لاکر رکھا گیا، میں نے رگِ اکحل کی فصد کھولی، خون مسلسل جاری رہا، یہاں تک کہ وہ پورا طشت خون سے لبریز ہوگیا۔

آپؑ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔

میں نے روک دیا۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ دھویا اور رگ کو باندھ دیا۔

پھر مجھ سے فرمایا، جاؤ، دوبارہ اسی حجرے میں بیٹھ جاؤ۔

میں حجرے میں جا بیٹھا اور آپؑ نے میرے لیے کافی مقدار میں گرم و ٹھنڈی غذائیں بھجوادیں (میں نے شکم سیر ہو کر وہ غذائیں کھائیں) اور میں وہاں عصر کے وقت تک بیٹھ کر انتظار کرتا رہا۔

آپؑ نے مجھے عصر کے وقت پھر بلایا اور فرمایا:

فصد کھولو۔ (اور اس کے لیے طشت منگوایا۔)

میں نے فصد کھولی تو اس مرتبہ بھی اتنا خون نکلا کہ طشت بھر گیا۔

آپؑ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔

میں نے روک دیا۔ آپؑ نے اپنے ہاتھ کو باندھ لیا اور مجھے پھر حجرے میں واپس کر دیا۔

میں وہاں رات بھر رہا۔ جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا تو مجھے بلایا، طشت منگوایا۔
پھر فرمایا، فصد کھولو۔
میں نے فصد کھولی، تو اس مرتبہ بجائے سرخ خون کے اس میں سے دودھ کے مانند سفید مادہ نکلنا شروع ہوا اور اتنا نکلا کہ طشت بھر گیا۔
آپ نے فرمایا کہ اب اسے روک دو۔
میں نے اسے روک دیا، آپ نے ہاتھ کو باندھ لیا۔ مجھے ایک تھان کپڑا اور پچاس دینار دیے اور فرمایا، اسے لے لو۔
میں نے لیا اور عرض کیا، کوئی اور حکم؟
آپ نے فرمایا، ہاں، دیرِ عاقول میں جو ملے اس سے بات کرو۔
میں وہاں سے اٹھ کر سیدھا بختیشوع کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا۔
اس نے کہا کہ سارے حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کے بدن میں زیادہ سے زیادہ سات سیر خون ہوتا ہے، اور اتنا خون جتنا تم نے بیان کیا، اگر پانی کے چشمے سے اتنا پانی نکلے تو تعجب خیز ہے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز یہ ہے کہ اس میں سے دودھ نکلا۔
وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر ہم دونوں مل کر تین دن اور تین رات تک کتابیں دیکھتے رہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہو، مگر ہمیں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملا۔
بختیشوع نے کہا، اس زمانے میں نصرانیوں کے اندر علمِ طب کا سب سے بڑا عالم دیرِ عاقول کا راہب ہے اس سے معلوم کریں۔
چنانچہ بختیشوع نے اس کے نام خط لکھا اور سارا واقعہ اس میں تحریر کیا۔
میں بختیشوع کے پاس سے نکل کر دیرِ عاقول پہنچا۔
راہب نے مجھ سے پوچھا، تم کون ہو؟
میں نے کہا، بختیشوع کا فرستادہ ہوں۔
اس نے پوچھا، کیا تمہارے پاس اس کا کوئی خط ہے؟
میں نے کہا، جی ہاں، ہے۔
یہ سن کر اس نے اوپر سے ایک زنبیل لٹکائی۔ میں نے وہ خط اس میں رکھ دیا۔
اس نے اوپر کھینچ لیا، وہ خط پڑھا اور فوراً نیچے اتر آیا۔
اس نے مجھ سے پوچھا، کیا تم ہی نے فصد کھولی تھی؟
میں نے کہا، جی ہاں۔

اس نے کہا، تمہاری ماں بڑی خوش نصیب تھی جس نے ایسا لڑکا پیدا کیا۔
اس کے بعد وہ سواری پر سوار ہو کر چلا۔ ہم دونوں سر من رائے پہونچے، ابھی ایک پہر رات باقی تھی۔ میں نے پوچھا، آپ کہاں چلیں گے؟ میرے استاد کے گھر یا اس شخص کے گھر جس کی فصد میں نے کھولی تھی۔
اس نے کہا، اس شخص کے گھر۔
ہم لوگ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازے پر اذان سے ذرا پہلے پہونچے، دستک دی، دروازہ کھلا اور ایک غلام اسود نکلا۔
اس نے پوچھا، تم میں سے دیرِ عاقول کا راہب کون ہے؟
راہب نے کہا، میں تم پر قربان، راہب عاقول میں ہوں۔
غلام نے کہا، اچھا سواری سے اترو۔
غلام نے مجھ سے کہا، تم یہیں اپنی اور ان کی سواریوں کو دیکھتے رہو۔
پھر اس غلام نے راہب کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اندر چلے گئے۔
میں وہیں دروازے پر صبح تک کھڑا رہا، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو راہب باہر نکلا۔ اس نے اپنا سارا لباسِ رہبانیت اتار کر سفید لباس پہنا اور مسلمان ہو گیا۔
راہب نے مجھ سے کہا، اچھا اب تم مجھے اپنے استاد کے گھر لے چلو۔
میں اس کو لیکر بختیشوع کے گھر آیا۔
اس نے جب راہب دیرِ عاقول کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً دوڑا ہوا آیا۔ اور بولا:
کیا بات ہو گئی، یہ آپ نے اپنا دین کیوں بدل دیا؟
راہب نے جواب دیا کہ میں نے حضرت مسیح کو پا لیا، لہٰذا ان کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔
بختیشوع نے کہا، ارے آپ نے مسیح کو پا لیا؟
راہب نے کہا، مسیح نہیں تو ان کا مثل ہی سہی۔ کیونکہ اس طرح کی فصد دنیا میں سوائے حضرت مسیح کے اور کسی نے نہیں کھلوائی۔ اور ان کی نشانیاں اور علامات بتاتی ہیں کہ یہ (حضرت امام حسن عسکری) حضرت مسیح کی نظیر ہیں۔
پھر وہ راہب وہاں سے واپس ہوا، آپ کی خدمت میں آیا اور مرتے دم تک آپ ہی کی خدمت میں رہا۔

مختار الخرائج ص ۲۱۳

(۴) — طی الارض

جعفر بن شریف جرجانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے
کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا تو سُر من رائے میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں بھی
حاضر ہوا میرے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپؑ تک پہونچانے کے لیے میرے ساتھ کچھ مال
کر دیا تھا میں نے چاہا کہ آپؑ سے دریافت کروں کہ یہ مال کس کے سپرد کر دیا جائے۔
لیکن آپؑ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرمادیا' جو مال تمھارے پاس ہے وہ
خادم مبارک کے سپرد کردو۔
راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا' باہر نکلا اور بولا۔ مولا آپؑ کے جرجان
کے شیعوں نے آپؑ کو سلام کہا ہے۔
آپؑ نے فرمایا' کیا حج سے فارغ ہونے کے بعد تم جرجان نہیں جاؤ گے؟
میں نے کہا' جی ہاں' جاؤں گا۔
آپؑ نے فرمایا' اچھا سنو! تم آج سے ایک سو ستر دن روزِ جمعہ ۳ ربیع الآخر
کو قبل از دوپہر جرجان میں داخل ہو جاؤ گے تو وہاں کے شیعوں کو بتا دینا کہ میں اُسی دن اُن کے
پاس دوپہر کے بعد پہونچوں گا' اچھا جاؤ خدا حافظ' تم اور تمھارا سارا مال و اسباب سلامت رہے
اور تم اپنے اہل و عیال تک بخیر و عافیت پہونچو گے۔ تمھارے فرزند شریف کے ہاں ایک بیٹا
ہوگا' اُس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ اُس سے اپنے دین کی تب
کرائے گا۔ وہ ہمارے دوستوں میں سے ہوگا۔
میں نے عرض کیا' فرزندِ رسولؐ! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپؑ کا شیعہ ہے
اور آپؑ کے دوستوں میں بہت مشہور ہے وہ اپنے مال میں سے تقریباً ایک لاکھ درہم سالانہ نکالتا
ہے اور آپؑ کے دوستوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔
آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ابو اسحاق ابراہیم بن اسماعیل ہمارے شیعوں کے
ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے' اللہ اُس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اُس کو ایک فرزند عطا کرے
حق کا قائل ہو۔ اُس سے کہدینا کہ امام حسن بن علیؑ نے کہا ہے کہ جب لڑکا تولّد ہو تو اُس کا نام احمد رکھے
اِس کے بعد میں سر من رائے سے رخصت ہوا' فریضۂ حج ادا کیا اور صحیح و سلامت
جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا روزِ جمعہ ۳ ربیع الآخر قبل از دوپہر جرجان پہونچا' میرے دوست احباب
مجھے مبارک باد کہنے کے لیے آئے۔

میں نے اُن سے کہا کہ امام علیہ السلام نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آج سہ پہر میں
یہاں تشریف لائیں گے۔ لہٰذا جو بھی مسائل تمھیں پوچھنا ہوں اس کی تیاری کر لو۔
تمام حضرات ظہرین کی نمازیں پڑھ کر میرے گھر میں جمع ہو ہی رہے تھے کہ خدا کی قسم
حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے۔ میرے مکان میں داخل ہوئے جہاں
سب لوگ جمع تھے۔
آپؑ نے آتے ہی ابتدائیہ سلام کیا۔ ہم سب لوگوں نے آپؑ کا استقبال کیا۔ آپؑ
کے ہاتھوں کو بوسے دیے۔
آپؑ نے فرمایا' کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ آج دن کے آخری حصّے
میں آکر تم لوگوں سے ملوں گا۔ اس لیے میں نمازِ ظہرین سر من رائے میں پڑھ کر چلا ہوں اور اب پہونچا
ہوں تاکہ ایفائے عہد ہو جائے۔ اب آپنے اپنے مسائل اور ضروریات میرے سامنے بیان کرو۔
چنانچہ سب سے پہلے نصر بن جابر نے اپنی حاجت پیش کی اور عرض کیا فرزندِ رسولؐ!
ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے لڑکے کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ آپؑ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اُس کی
آنکھوں کی بصارت لوٹ آئے۔
آپؑ نے فرمایا' اُسے یہاں لے آؤ۔
وہ آیا تو آپؑ نے اُس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس کی بصارت لوٹ آئی۔
اس کے بعد تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مسائل و حوائج پیش کیے آپؑ
نے سب کی حاجت برآری کی' اُن لوگوں کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اسی دن واپس چلے گئے۔
(مختار الخرائج صـ ۲۱۳)

(۵) = کنویں کا پانی اطاعتِ امام میں اوپر آگیا

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے
اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام ابھی بہت کمسن تھے
کہ کنویں میں گر گئے اور آپؑ کے پدر بزرگوار حضرت امام علی النقی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے
عورتیں چیخنے چلّانے لگیں۔ آپؑ نے سلام پڑھ کر نماز ختم کی تو فرمایا:
تم سب پریشان نہ ہو۔
یہ کہہ کر آپؑ کنویں کے پاس گئے اور دیکھا تو کنویں کا پانی اوپر تک بلند ہو گیا تھا۔
اور امام حسن عسکری علیہ السلام پانی کے اوپر کھیل رہے تھے۔

(۶) — عسکریینؑ کے روضے کی کرامت

آپؑ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ سر من رائے میں خلفائے بنی عباس کی قبروں پر چمگادروں اور چڑیوں کی بیحد و بیشمار بیٹیں ہوتی ہیں جنھیں روزانہ صاف کیا جاتا ہے اور دوسرے دن پھر چڑیوں کی بیٹوں سے قبریں ملوث ہو جاتی ہیں، مگر حضرت امام علی النقیؑ، اور امام حسن عسکری علیہما السّلام کے روضے کے قبّے یا اُن کے آبائے کرام کے روضوں کے قبّوں پر چڑیوں کی ایک بیٹ بھی نظر نہ آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں اور چڑیوں کو بھی ان حضرات کی عظمت و جلالت کا علم از روئے الہام ہے۔

(مختار الخرائجؒ ۲۱۶-۲۱۹)

(۷) — درندے بھی امامؑ کی معرفت رکھتے ہیں

روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام ایک مرتبہ ایک شخص کی قید میں دیدیے گئے۔

اُس کی عورت نے اُس سے کہا: ارے 'خدا سے ڈر'! تجھے نہیں معلوم کہ تیرے گھر کون مقید ہے۔ یہ ایک مرد صالح اور بڑا عبادت گذار ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں ہم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

اُس نے کہا، تو یہ کہتی ہے 'میں تو ان کو درندوں کے حوالے کرنے والا ہوں۔

اس کے بعد اُس نے حاکم سے اجازت لیکر امام علیہ السّلام کو درندوں کے کٹہرے میں ڈال دیا، اور جب پورا یقین ہو گیا کہ اب درندے انھیں کھا چکے ہوں گے، وہ انھیں دیکھنے کے لیے گیا اور دوسرے تماش بین لوگ بھی دیکھنے کے لیے پہونچے تو دیکھا کہ امام علیہ السّلام نماز پڑھ رہے ہیں اور تمام درندے آپؑ کو حلقے میں لیے ہوئے آپؑ کی زیارت میں مصروف اور اطاعت میں سر نگوں ہیں۔ اِس لیے مجبوراً حکم دیا گیا کہ آپؑ کو اس کٹہرے سے نکالا جائے۔ کیونکہ اس میں بھی آپؑ کی فضیلت تھی۔

(کافی جلد۱ صفحہ۵۱۳، مختار الخرائجؒ)

(۸) — زمین نے حسبِ ضرورت سونا اور چاندی اُگل دیا

ابو ہاشم سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام اپنی سواری پر سوار ہو کر صحرا کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی اپنی سواری پر سوار ہو کر آپؑ کے ساتھ ہو لیا۔

آپؑ آگے آگے چل رہے تھے اور میں آپؑ کے پیچھے پیچھے تھا مگر یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ پر قرض ہے جس کی ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اتنے میں آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، فکر نہ کرو تمھارا قرض اللہ تعالیٰ ہی ادا کرے گا۔

یہ کہہ کر آپؑ زینِ فرس سے ذرا جھکے اور اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط لگایا اور مجھ سے فرمایا: اے ابو ہاشم! نیچے اترو اور اس خط کے درمیان جو کچھ ہے وہ لے لو۔ اور دیکھو اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

میں نیچے اترا اور دیکھا تو وہاں سونے کا ایک ڈلا تھا میں نے اسے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا، اور اب پھر سوچنے لگا کہ اگر اس سے پورا قرض ادا ہو گیا تو خیر، ورنہ اپنے قرض خواہ کو کسی نہ کسی طرح راضی کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں جاڑے کا زمانہ آرہا ہے اس میں گرم کپڑوں وغیرہ کی ضرورت ہو گی مجھے ان اخراجات کو بھی دیکھنا ہے۔

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپؑ پھر میری طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد جھک کر اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا، اے ابو ہاشم! اپنی سواری سے اترو اور اسے بھی لے لو، مگر کسی سے نہ کہنا، اسے پوشیدہ رکھنا۔

میں سواری سے اترا اور دیکھا تو ایک ڈلا چاندی کا نظر آیا میں نے اُسے اُٹھا کر اپنی دوسری جیب میں رکھ لیا پھر ہم کچھ دور مزید آگے جا کر واپس ہوئے۔ آپؑ اپنے گھر تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر واپس آگیا۔

گھر پہونچ کر میں نے اپنے قرض کا حساب لگایا کہ کتنا ہے، پھر سونے کے ڈلے کو وزن کر کے اُس کی قیمت کا اندازہ لگایا تو وہ بالکل قرض کی رقم کے برابر تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ موسم سرما گذارنے کے لیے ہمیں کیا کیا سامان لینا ضروری ہے جس میں اسراف اور فضول خرچی بھی نہ ہو اور کمی بھی نہ رہے، اس پر کتنی رقم خرچ ہو گی۔ پھر میں نے چاندی کے ڈلے کو وزن کر کے اُس کی قیمت کا اندازہ لگایا، تو دونوں رقم برابر ہی نکلیں، نہ چاندی کی رقم زیادہ تھی اور نہ اخراجات و مصارف کی رقم زیادہ تھی۔

(مختار الخرائجؒ)

(۹) — قلم کاغذ پر از خود چلنے اور لکھنے لگا

ابو ہاشم سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا

اُس وقت آپؑ کچھ تحریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت آگیا، آپؑ نے اپنے ہاتھ سے قلم کاغذ رکھا اور نماز پڑھنے کے لیے اُٹھ کر چلے گئے۔ مگر میں نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ آپؑ کا قلم خود بخود کاغذ پر چل رہا ہے اور لکھتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اُس نے تحریر کو آخر تک پہونچا دیا۔ یہ دیکھ کر میں سجدے میں گر پڑا۔ جب آپؑ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور واپس آئے تو قلم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لوگوں کو اذنِ باریابی دیا۔ (عیون المعجزات)

• برسی نے کتاب مشارق میں حسن بن حمدان سے اور اُنھوں نے ابو الحسن کرخی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میرا باپ کرخ میں بزاز کا کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے کپڑے کا ایک گٹھر سرمن رائے بیجلنے کے لیے مجھے دیا۔ جب میں وہاں پہونچا تو ایک خادم میرے پاس آیا اور اُس نے میرا اور میرے باپ کا نام لیکر مجھے آواز دی۔

اور بولا: چلو تمھارے مولا نے تمھیں بُلایا ہے۔

میں نے کہا، میرا مولا کون ہے جس کے پاس میں جاوں ؟

اُس نے کہا: میرا کام پیغام پہونچانا تھا، اب عمل کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔

یہ سن کر میں اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ وہ مجھے ایک ایسے عالی شان محل میں لے گیا کہ جس کے جنّت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک صاحب سبز فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں جن کے چہرے کے نور سے آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔

جب میں اُن کے پاس پہونچا تو اُنھوں نے مجھ سے فرمایا، وہ جو کپڑے کا گٹھر تم لائے ہو اس میں دو چادریں ہیں۔ ایک فلاں جگہ کی بنی ہوئی ہے اور دوسری فلاں جگہ کی۔ اور یہ فلاں کے اسبابِ تجارت میں سے ہے ان میں سے ہر چادر میں ایک رقعہ رکھا ہوا ہے جس پر اس چادر کی قیمت اور اس پر نفع کی رقم بھی لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی اصل قیمت تیئیس ۲۳ دینار اور نفع دو ۲ دینار مرقوم ہے۔ دوسری کی اصل قیمت تیرہ دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ جاؤ اور وہ دونوں چادریں لیکر آؤ۔

اُس شخص کا بیان ہے کہ میں وہ دونوں چادریں لیکر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کے سامنے رکھدیں۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔

میں بیٹھ گیا۔ مگر آپؑ کے رُعب و جلال کی وجہ سے ہمّت نہ ہوئی کہ نظر اُٹھا کر آپؑ کی طرف دیکھوں۔

اُس کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے فرش کی ایک جانب ہاتھ بڑھایا، حالانکہ وہاں

کچھ بھی نہ تھا۔ اور ایک مٹھی اُٹھا کر فرمایا: لو یہ تمھاری دونوں چادروں کی قیمت منافع کے ساتھ ہے۔

وہ قیمت لیکر میں باہر نکلا اور دروازے پر آکر رقم شمار کی تو واقعًا اصل قیمت مع نفع پوری پوری تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ میرے والد کی تحریر کے بالکل مطابق۔

(مشارق الانوار برسی)

(۱۰) — قیدخانہ بھی آپؑ کو پابند نہ کرسکا

ابو نجف مصری سے روایت ہے، اور وہ اِس حدیث کو اپنے رجال کے ذریعے ابو یعقوب اسحاق ابن ابان تک پہونچاتے ہیں۔ ابو یعقوب اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام جس وقت قید خانے میں مقید تھے، آپؑ اپنے اصحاب اور اپنے شیعوں کے پاس آدمی بھیج دیا کرتے تھے کہ فلاں رات کو عشاء کے وقت فلاں بن فلاں کے گھر فلاں مقام پر آجانا، تم ہمیں وہاں موجود پاؤ گے۔

حالانکہ قیدخانے کے پہرے دار آنِ واحد کے لیے بھی قید خانے کے دروازہ سے جُدا نہیں ہوتے تھے۔ نہ دن میں اور نہ رات میں۔

چنانچہ ہر پانچویں روز تمام پہرے دار معزول کرکے دوسرے پہرے دار متعیّن کیے جاتے اور انھیں سخت تاکید کی جاتی کہ قید خانے کے دروازے سے ہرگز جُدا نہ ہونا۔

دوسری طرف آپؑ کے اصحاب معیّنہ مقام پر پہونچ جاتے اور آپؑ وہاں پر حسب وعدہ تشریف لے جاتے۔ سب لوگ اپنی اپنی حاجتیں آپؑ کے سامنے پیش کرتے اور آپؑ ہر ایک کی حیثیت اور منزلت کے مطابق اُن کی حاجت روائی فرماتے۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے۔ اور آپؑ قید خانے میں آجاتے۔ (عیون المعجزات)

(۱۱) — سرکش گھوڑا بھی آپؑ کا مطیع ہوگیا

احمد بن حارث قزوینی کا بیان ہے، کہ میں اپنے والد کے ساتھ سرمن رائے میں رہتا تھا۔ وہاں میرے والد حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصطبل میں نعل بند تھے۔

مستعین کے پاس ایک خچر تھا، جس کے قد کی بلندی اور خوبصورتی میں کوئی اس کا مثل نہ تھا۔ مگر وہ نہ تو اپنی پشت پر زین کسنے دیتا اور نہ منھ میں لگام لگانے دیتا تھا۔ تمام گھوڑوں

اور خچروں کو سدھانے والے جمع ہو گئے۔ سب نے اپنی اپنی تدبیر کی مگر کوئی بھی اُس کی پشت پر سواری نہ کر سکا۔

مستعین کے بعض مصاحبوں نے کہا، آپ اپنا آدمی بھیج کر حضرت حسن بن الرضا (امام حسن عسکری علیہ السلام) کو کیوں نہیں بلا لیتے۔ کیونکہ یا تو وہ اس پر سوار ہو جائیں گے ورنہ یہ خچر اُن کا کام تمام کر دے گا۔

مستعین نے آدمی بھیج کر حضرت ابو محمد علیہ السلام کو بلوایا، اور میرے والد بھی آپؑ کے ساتھ مستعین کے پاس گئے۔

جب آپؑ مستعین کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا، کہ گھر کے صحن میں وہ خچر کھڑا ہوا ہے۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ اس خچر کی پشت پر رکھا اور ہاتھ رکھتے ہی خچر کو پسینہ آ گیا۔

آپؑ آگے بڑھے اور مستعین کے پاس پہونچے۔

اُس نے آپؑ کو خوش آمدید کہا اور بولا، ذرا آپؑ اس خچر کے منھ میں لگام لگا دیں۔

آپؑ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس کو لگام لگا دو۔

مستعین نے کہا، نہیں، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ ہی لگام لگائیں۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا، اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں ہی اس کو لگام لگائے دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپؑ اُٹھے اپنی چادر ایک طرف رکھی اور بڑھ کر اُس خچر کے منھ میں لگام لگادی، اور واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

مستعین کی کہا، ذرا اس کی پشت پر زین بھی تو کس دیں۔

آپؑ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس پر زین کس دو۔

مستعین نے کہا، نہیں زین بھی آپؑ ہی کس دیں تو بہتر ہوگا۔

آپؑ پھر اُٹھے اور اُس پر زین کس کر پلٹ آئے۔

مستعین نے کہا، کیا آپؑ اس پر سوار بھی ہو سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا، کیوں نہیں۔

یہ کہہ کر آپؑ بڑھے، اور خچر بھی چپ چاپ کھڑا رہا آپؑ بلا مزاحمت اس پر سوار ہو گئے، اُس کو دُلکی چال پر ڈالا، تو وہ بہترین رفتار سے چلنے لگا۔ پھر آپؑ اُتر کر واپس آ گئے۔

مستعین نے کہا، اس پر آپؑ کو امیر المومنین نے بٹھایا۔

حضرت ابو محمدؑ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس خچر کی لگام پکڑو اور لے چلو۔ وہ اُس کی لگام پکڑ کر لے آئے۔

(مناقب جلد ۴ ص ۴۳۸، مختار الخرائج)

① — نبی کی ہڈی اور راہب

علی بن حسن بن سابور سے روایت ہے کہ

ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں سر من رائے کے اندر قحط پڑ گیا۔ خلیفۂ وقت نے اپنے حاجب اور اپنے اہلِ مملکت کو حکم دیا کہ سب لوگ نمازِ استسقاء کے لیے صحرا میں نکلیں۔

چنانچہ یہ لوگ تین دن تک مسلسل استسقاء کے لیے صحرا میں جا کر نماز پڑھتے رہے مگر پانی نہ برسا۔

چوتھے دن جاثلیق اپنے نصاریٰ کے گروہ کے ہمراہ اور راہبوں کے ساتھ نکلا۔ ان کے ساتھ ایک ایسا راہب بھی تھا جب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا تھا، تو فوراً بارش ہونے لگتی تھی۔ یہ دیکھ کر بہت سے مسلمانوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا، لوگ حیران تھے اور نصرانیت کی طرف مائل ہوتے جا رہے تھے۔

یہ صورت دیکھ کر خلیفۂ وقت نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیجا۔ آپؑ اُس زمانے میں قید تھے۔ آپؑ کو قید سے نکالا گیا۔

خلیفۂ وقت نے عرض کیا، فرزندِ رسولؐ! آپؑ اپنے جد کی امت کی خبر لیجیے ہلاک ہوا چاہتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا کل میں صحرا میں جاؤں گا، اور انشاء اللہ تعالیٰ سارے شکوک دُور کر دوں گا۔

چنانچہ دن جاثلیق اپنے راہبوں کے ساتھ پھر نکلا ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے چند اصحاب کو لے کر چلے آپؑ نے دیکھا کہ اس راہب نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور بادل گھرنے لگے۔

آپؑ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اور اس راہب کا داہنا ہاتھ پکڑ لو اور اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان جو چیز ہے اسے چھین کر میرے پاس لے آؤ۔

غلام گیا اور راہب کی انگلیوں کے درمیان ایک سیاہ رنگ کی ہڈی تھی اُسے نکال لایا۔ امام علیہ السلام نے وہ ہڈی لے لی۔

اس کے بعد آپؑ نے اُس راہب سے فرمایا کہ اب دوبارہ بارش کے لیے دعا کرو تو جانوں کہ تمہاری دعا میں تاثیر ہے۔

راہب نے ندامت کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، بادل، اگرچہ گھرے ہوئے تھے لیکن اب بجائے برسنے کے چھٹنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب نکل آیا اور مطلع صاف ہو گیا خلیفۂ وقت یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، کہنے لگا، اے ابو محمدؑ! یہ ہڈی کیسی ہے؟

آپؑ نے فرمایا، یہ ایک نبی کی ہڈی ہے جو اس راہب کو کہیں سے ہاتھ آ گئی ہے اس ہڈی میں یہ صفت ہے کہ جب بھی اِس کو زیرِ آسمان برہنہ کیا جائے گا فوراً ہی رحمتِ باراں کا نزول ہو گا۔ یہی وجہ تھی کہ جب یہ راہب اس ہڈی کو اپنی انگلیوں میں رکھ کر ذرا سا برہنہ کرتا تھا بارش شروع ہو جاتی تھی۔ راہب میں ذاتی کوئی کرامت نہیں ہے۔ صرف اس ہڈی کی وجہ سے نزولِ رحمتِ باراں ہوتا رہا۔ (اس کے بعد جتنے لوگ وہاں جمع تھے سب کو اس پوشیدہ نبی کی ہڈی کا راز بتایا گیا، جس کی بناء پر جو لوگ اپنا عقیدہ چھوڑ کر نصاریٰ ہو رہے تھے پھر اپنے عقیدے پر واپس آ گئے اور حقیقتِ امر کو جان گئے۔)

(مختار الخرائج ص ۲۱۴، کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۱۱)

② — جاسوس کی نشاندہی

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ قید ہوئے۔ اس قید خانے کا داروغہ صالح بن وصیف تھا۔ قید خانے میں ہمارے ساتھ ایک مردِ جمحی بھی تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام قیدیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اگر تم لوگوں میں ایک شخص ایسا نہ ہوتا جو تم میں سے نہیں ہے تو میں بتاتا کہ تم لوگوں کو رہائی کب نصیب ہو گی۔

یہ کہہ کر آپؑ نے اُس مردِ جمحی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ مجمع سے نکلا۔

آپؑ نے پھر فرمایا، یہ شخص تم میں سے نہیں ہے۔ اس سے احتیاط برتو اور اس کے کپڑوں میں ایک تحریر بھی ہے جس میں اس نے سلطانِ وقت کو مطلع کرنے کے لیے تم لوگوں کی گفتگو درج

کر لیا ہے۔
یہ سن کر کچھ لوگ اُٹھے، اور اُس کے لباس کی تلاشی لی تو اس میں سے وہ تحریر برآمد
ہوئی جس میں اُس نے تمام قیدیوں کی پوشیدہ کارروائی درج کی تھی، جس میں سلطان کو مطلع کیا گیا
تھا کہ ہم لوگ قید خانے میں نقب لگا کر بھاگنے کی فکر میں ہیں۔
ابو ہاشم کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام روزے رکھتے تھے شام
کے وقت آپؑ کا غلام آپؑ کے گھر سے ایک چمڑے کے سربمہر تھیلے میں آپؑ کے لیے کھانا لاتا اور
ہم لوگ بھی اُسی میں سے افطار کرتے تھے۔
ایک دن میں ضعف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو دوسری کوٹھری میں جا کر میں
نے سوکھی روٹی کھائی تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ اس کے بعد میں آپؑ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔
آپؑ نے اپنے غلام سے کہا، ابو ہاشم کے لیے کچھ کھانے کی چیز لاؤ۔ یہ روزے سے
نہیں رہا۔
یہ سن کر میں مسکرایا، آپؑ نے پوچھا، ابو ہاشم! کیوں مسکرا رہے ہو، جب تم روزے
سے نہیں ہو تو سوکھی روٹی کھانے سے کیا قوت آئے گی۔ گوشت کھاؤ تاکہ تمہاری کمزوری دور ہو
میں نے عرض کیا، واقعاً، اللہ، اُس کا رسولؐ اور آپؑ حضرات سچے ہیں، آپؑ حضرات
کو اللہ سلامت رکھے۔ اور میں نے کھانا شروع کیا۔
آپؑ نے تین بار فرمایا، اب تین دن روزہ نہ رکھنا، اس لیے کہ روزے سے جو کمزوری
پیدا ہوتی ہے وہ تین دن سے پہلے دور نہیں ہوتی۔
پھر جب وہ دن آیا جس میں آپؑ کو رہائی ملنے والی تھی۔ آپؑ کا خادم آیا اور پوچھا:
آقا! آپؑ کا کھانا لاؤں؟
آپؑ نے فرمایا، لاؤ۔
ہمارا خیال تھا کہ ہم اس میں سے نہ کھا سکیں گے مگر کھانا ظہر کے وقت آیا، آپؑ روزے
سے تھے، عصر کے وقت آپؑ کو رہائی ملی۔
آپؑ نے فرمایا، اب یہ کھانا تم لوگ کھا لینا، اللہ تمہیں مبارک کرے۔
(مختار الخرائج ص ۲۳۹-۲۳۸، مناقب جلد ۴ ص ۴۳۰۔)

- اعلام الوریٰ میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت اپنے استاد سے مرقوم ہے۔
(اعلام الوریٰ ص ۳۵۵-۳۵۴)

(۳) — معتمد کی قید سے رہائی کا علم

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد
امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد
نے مجھ سے کہا کہ سنہ ۲۶۰ھ میں مجھ پر ایک مصیبت آنی ہے۔ ممکن ہے اس سے چھٹکارہ نہ مل سکے
یہ سن کر میں رونے اور پیٹنے لگی۔
آپؑ نے فرمایا، رونے سے کچھ حاصل نہیں۔ یہ حکم ہے جو واقع ہو کر رہے گا۔
چنانچہ جب سنہ ۲۶۰ھ کا ماہ صفر آیا تو اُن کی والدہ کو نہ اُٹھتے کل، نہ بیٹھتے چین۔
بیرونِ مدینہ کے باشندوں کے پاس خبر کے تجسس میں جایا کرتیں۔
ایک مرتبہ انھیں خبر ملی کہ معتمد نے حضرت ابو محمد اور اُن کے بھائی جعفر کو علی بن
جرین کی قید میں دیدیا ہے۔ اور وہ علی بن جرین سے ہر لمحہ ان کا حال معلوم کرتا رہتا، اور وہ بتاتا
رہتا کہ حضرت ابو محمد دن کو روزہ رکھتے ہیں اور شب بھر نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔
معتمد نے ایک دن پھر اُن کا حال پوچھا۔ علی بن جرین نے وہی بتایا۔
اس نے کہا، اچھا ابھی جا کر اُن سے میرا سلام کہو اور یہ کہدو کہ اب آپؑ آزاد ہیں۔
اپنے گھر تشریف لے جائیں۔ میں نے آپؑ کو آج سے اپنا مصاحب بنایا۔
علی بن جرین کا بیان ہے کہ جب میں قید خانہ کے دروازے پر پہونچا تو دیکھا کہ
دروازے پر سواری زین کسی ہوئی تیار کھڑی ہے۔ اندر گیا تو دیکھا کہ آپؑ بھی موزے پہنے، ایرانی
سبز چادر دوش پر ڈالے تیار بیٹھے ہیں۔
جب آپؑ نے مجھے دیکھا تو چلے۔ میں نے آپؑ کو رہائی کا حکم سُنایا تو سواری
پر سوار ہو گئے۔
جب گھوڑے پر سوار ہو چکے تو کھڑے رہے۔
میں نے پوچھا، اب آپؑ کیوں کھڑے ہیں؟
آپؑ نے فرمایا، جعفر کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔
میں نے کہا، مگر رہائی کا حکم تو صرف آپؑ کے لیے ہوا ہے۔ اس کے لیے تو نہیں ہوا
آپؑ نے فرمایا، معتمد سے جا کر کہو کہ ہم دونوں ایک گھر سے آئے ہیں، اگر میں جاؤں اور
وہ میرے ساتھ نہ ہوگا تو وہاں کیا ہوگا، یہ بات تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔
علی بن جرین کا بیان ہے کہ میں معتمد کے پاس گیا اور وہاں سے واپس آکر بتایا کہ معتمد نے

کہا ہے کہ میں نے آپ کی وجہ سے جعفر کو بھی رہا کیا۔ اور میں نے آپ کو محض جعفر کی حرکتوں ہی کی وجہ سے قید کیا تھا۔

پھر آپ جعفر کو لیکر اپنے گھر آئے (مہج الدعوات صـ ۳۴۳)

• حمیری نے محمودی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام معتمد کی قید سے رہا ہوئے تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ تحریر دیکھی۔

" یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ • (مہج الدعوات صـ ۳۴۴)

۴ = دشمن تو ہماری نسل کو قطع کرنا چاہتے تھے

نصر بن علی جہضمی جو محدثین میں سے ہوا لیدا ائمہ کے سلسلہ میں ثقات (معتبرین) میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ امامت کی دلیلوں میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو حضرت حسن بن علی عسکری علیہ السلام سے وقت ولادت حضرت م ح م د (ابن حسنؑ) کے متعلق بیان کی گئی کہ آپؑ نے فرمایا:

" ان ظالموں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ مجھے قتل کر کے ہماری نسل کو قطع کر دیں گے لیکن انھوں نے دیکھ لیا ہے کہ اس قادر مطلق کی قدرت کیسی ہے۔

اس کے بعد آپ نے اس مولود کا نام مؤمل رکھا۔ (مہج الدعوات صـ ۳۴۵)

(غیبۃ الشیخ صـ ۱۳۹ ـ ۱۴۴)

• مختار الخرائج میں بھی محمد بن اقرع کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخرائج صـ ۲۱۵، کافی جلد ۱ صـ ۵۰۹)

۵ = ہوشیار رہو ٹڈیوں کا خطرہ ہے

کتاب الدلائل میں ابوبکر سے روایت ہے کہ میرے ایک دوست نے میرے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم اور تم دونوں مل کر مختلف اطراف وجوانب سے باغوں کے پھل خریدیں۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ کو خط لکھ کر آپؑ سے مشورہ چاہا۔

آپؑ نے فرمایا، اس تجارت میں تم بالکل شریک نہ ہو۔ کیا تمھاری نظر ٹڈیوں اور پھلوں کے سوکھ کر حشفہ بن جانے پر نہیں ہے؟

چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ تو ٹڈیوں نے آکر تباہی مچادی اور کچھ پھل جو باقی رہ گئے تھے وہ سوکھ کر حشفہ بن گئے۔ اور اللہ نے آپؑ کے مشورہ کی وجہ سے مجھے اس نقصان سے بچا لیا۔

(کشف الغمہ)

۶ = علمِ اصلاب وارحام

محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو عریضہ لکھا جس میں التجا کی کہ آپؑ دعا فرمائیں، اللہ مجھے میری چچازاد بہن کے بطن سے لڑکا عطا فرمائے۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تجھے کئی لڑکے عطا فرمائے۔

چنانچہ آپ کی دعا اور اللہ کی عنایت سے میرے یہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صـ ۳۱۰)

۷ = علمِ ارحام

ابن فرات سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں سر من رائے کے محلے عسکر میں ایک راستے پر بیٹھا ہوا تھا اور مجھے اولاد کی بیحد تمنا تھی۔ اتفاقاً ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری گذری۔

میں نے آپؑ سے عرض کیا کہ، فرزندِ رسولؐ! آپ کے علم کے مطابق میری قسمت میں اولاد ہے یا نہیں؟

آپؑ نے سر ہلا کر فرمایا، ہاں۔

میں نے عرض کیا پھر یہ فرما دیجیے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟

آپؑ نے فرمایا، لڑکا نہیں۔

پھر میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ (مختار الخرائج صـ ۲۱۴)

• کشف الغمہ میں ابن فرات کے بجائے جعفر بن محمد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صـ ۳۰۶)

۸ = یہ بغیر روشنائی کی تحریر فلاں کی ہے

محمد بن عباس کا بیان ہے کہ ہم لوگ امام حسن عسکری علیہ السلام کے علامات امامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو ایک ناصبی (دشمنِ اہلبیت) نے کہا میں بغیر روشنائی کے ایک خط لکھتا ہوں اگر انھوں نے جواب دیدیا تو سمجھوں گا کہ واقعاً وہ امام ہیں۔

چنانچہ اُس نے ایک خط بغیر روشنائی استعمال کیے ہوئے لکھا اور تمام خطوط کے ساتھ اسے بھی رکھ دیا۔

امام علیہ السلام نے ہمارے مسائل کے جواب دیے اور اس کے پرچے پر اس کا اور اس کے والدین کا نام لکھ دیا۔

یہ دیکھ کر اسے غش آگیا۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو آپؑ کے حقیقی امام ہونے کا معتقد ہوگیا۔

(مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۴)

(۹) — حج کو جاؤ پیاس کا کوئی خطرہ نہیں

ابوعلی مطہری کا بیان ہے کہ قا[ئسیہ] سے آپؑ کو اطلاع دی گئی کہ حج پر جانے والے یہاں سے واپس آرہے ہیں، اُنھیں ڈر ہے کہ آگے بڑھے تو پانی نایاب ہوجائے گا، پیاسے مرجائیں گے۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، واپس نہ آؤ حج کو چلے جاؤ انشاء اللہ ا[س] طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

لہٰذا جو لوگ ابھی واپس نہیں ہوئے تھے وہ حج پر چلے گئے اور صحیح سلامت رہے۔ انھیں پیاس کی کوئی اذیت نہیں ہوئی۔

(کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۸ تا ۵۰۷ ارشاد صفحہ ۳۲۲)

(۱۰) = مستقبل کا علم

کافور خادم کا بیان ہے کہ یونس نقاش ہمارے سید و[سردار] کی حاشیہ برداری اور خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک دن وہ کانپتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا، اے میرے سید و سردار! میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل و عیال کا خیال رکھیے گا۔

آپؑ نے فرمایا، کیا بات ہے؟

اُس نے عرض کیا، بس اب میرا اس دنیا سے کوچ کا اہتمام ہوگیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اے یونس! کیسا اہتمام؟

یہ کہہ کر آپؑ مسکرانے لگے۔

یونس نے کہا، ابن بغا (حاکم) نے مجھے ایک نگینہ دیا تھا۔ جب میں اُس پر نقش کرنے لگا تو وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہوگیا اس کو کل ہی دینے کا وعدہ ہے۔ اور وہ ابن بغا ہے ایک ہزار تازیانوں

یا قتل سے کم سزا نہ دے گا۔

آپؑ نے فرمایا، اپنے گھر جاؤ کل جو اللہ کرے گا وہ بہتر کرے گا۔

دوسرے دن پھر کانپتا ہوا آیا اور بولا کہ ابن بغا کا آدمی نگینہ لینے آگیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اس کے ساتھ جاؤ، اللہ جو کرے گا وہ بہتر کرے گا۔

یونس نے کہا، آقا! میں اُس سے جا کر کیا کہوں گا؟

آپؑ مسکرائے اور فرمایا، تم جاؤ اور سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اور جو ہوگا وہ بہتر ہی ہوگا۔

یونس گیا اور خوش و خرم واپس آیا اور بولا: مولا! ابن بغا نے مجھ سے کہا کہ میری کنیزیں آپس میں جھگڑ رہی ہیں، کیا تم سے ممکن ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کردو اور جھگڑا ختم ہوجائے۔

آپؑ نے فرمایا، پروردگارا! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ایسے لوگوں میں قرار دیا جو تیرا واقعی شکر ادا کرتے ہیں۔

آپؑ نے پوچھا، پھر تم نے کیا کہا؟

یونس نے کہا کہ میں نے اسے مطمئن کردیا ہے کہ اچھا میں کوشش کروں گا۔

آپؑ نے فرمایا، ٹھیک جواب دیا۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ صفحہ ۴۲۸۔۴۲۷)

(نوٹ:) یہی قصہ بعینہٖ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے معجزات میں بھی مندرج ہے اور بظاہر وہی درست ہے اس لیے کہ کافور انھی کے اصحاب میں سے تھا۔

(۱۱) = اس گھوڑے کو شام سے قبل ہی فروخت کردو

علی بن زید بن علی بن الحسین بن زید بن علی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس پر مجھے بہت ناز تھا اور اکثر مجلسوں اور صحبتوں میں، میں اس کا تذکرہ کیا کرتا تھا۔

ایک دن میں اس پر سوار ہوکر حضرت ابومحمدؑ کے گھر پہونچا۔

آپؑ نے پوچھا، وہ گھوڑا کہاں ہے؟

میں نے کہا، وہ آپؑ کے دروازے پر کھڑا ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اگر کوئی گاہک ملے تو اس کو شام ہونے سے پہلے ہی فروخت کردو۔ اس میں دیر نہ کرو۔

آپؑ ابھی یہیں تک کہنے پائے تھے کہ کوئی آگیا اور بات کٹ گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں اس فکر میں وہاں سے اُٹھ کر چلا اور جا کر اپنے بھائی سے اس کا

تذکرہ کیا۔

اُنھوں نے کہا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمھیں کیا رائے دوں۔

میں ابھی اسی لیس و پیش میں تھا کہ شام ہوگئی۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تو سائیس دوڑا ہوا آیا، اور بولا: آپ کا گھوڑا ابھی ابھی یک بیک مر گیا۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اسی امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔

دوسرے دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ کاش آپؑ اس گھوڑے کی جگہ کوئی دوسرا گھوڑا دیدیتے۔

مگر میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپؑ نے فرمایا، ہاں ہاں میں اس گھوڑے کی جگہ تم کو دوسرا گھوڑا دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپؑ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ میرا کمیت رنگ کا گھوڑا انھیں دیدو۔

پھر مجھ سے فرمایا، یہ تمھارے اُس گھوڑے سے بہتر ہے اس کی عمر بھی طویل ہے اور اس کی چال بھی اچھی ہے۔

(مختار الخرائج صفحہ ۲۱۴)

- اعلام الوریٰ، ارشاد اور کافی میں بھی علی بن زید سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام الوریٰ صفحہ ۳۵۲، ارشاد صفحہ ۳۴۳، کافی جلد ا صفحہ ۵۱۰)

(۱۲) — علمِ بلایا

دلائلِ حمیری میں علی بن محمد بن زیاد سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا خط آیا کہ تم پر ایک مصیبت آنے والی ہے، گھر ہی میں چھپے پڑے رہنا۔

اتفاق سے ایک مصیبت وارد ہوئی، میں پریشان ہوا اور حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت خط لکھ کر دریافت کیا کہ جس مصیبت کے لیے آپؑ نے فرمایا تھا کیا یہ وہی مصیبت ہے

آپؑ نے جواب دیا، نہیں، اس سے بھی سخت مصیبت۔

میں نے جب جستجو کی تو معلوم ہوا کہ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو مجھے پکڑ لائے اس کو ایک لاکھ درہم انعام ملے گا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

- مختار الخرائج میں بھی علی بن محمد بن زیاد سے اسی کے مثل روایت ہے

(مختار الخرائج)

(۱۳) — کس نے کون سا مال چرایا ہے مجھے معلوم ہے؟

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ جب حضرت (امام علی النقی) ابو الحسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو ان کے فرزند حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام اُن کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے، اور آپؑ کی بیحد مشغولیت سے آپؑ کے غلاموں نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ آپؑ کے لباس و نقدیات وغیرہ سب اُٹھا کر لے گئے۔

جب آپؑ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی نشست گاہ میں آکر تشریف فرما ہوئے اور اُن سب خادموں کو طلب کیا اور فرمایا: جو کچھ میں پوچھوں گا اگر تم لوگ سچ سچ بتا دو گے تو میری سزا سے محفوظ رہو گے، اور اگر تم لوگ اپنے انکار پر ہی اصرار کرتے رہے تو میں تمھیں خود بتاؤں گا کہ تم میں سے کون شخص کیا چیز لے گیا ہے۔ اور پھر اُس وقت تم میں سے جو شخص جس سزا کا مستحق ٹھیرے گا اس کو وہ سزا دوں گا۔

اس کے بعد فرمایا، اے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے اور اے فلاں تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے۔

اُن سب نے اقرار کیا، کہ، جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا، اسے واپس کرو۔

پھر آپؑ سب کو بتلاتے گئے اور سب نے تمام چیزیں واپس کر دیں۔

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتظار میں سرِ راہ بیٹھ گیا جب آپؑ اُدھر سے گذرے تو میں نے اُن سے اپنی پریشانی کا شکوہ کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے، سرِدست میں بہت تنگدست ہوں۔ نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ دن کو نہ رات کو۔

آپؑ نے فرمایا تم اللہ کی جھوٹی قسم کھاتے ہو۔ تم نے دو سو (۲۰۰) دینار تو زمین میں دفن کر رکھے ہیں، یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ تمھیں کچھ دینا نہیں چاہتا۔

پھر آپؑ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ تیرے پاس جو کچھ ہو وہ اسے دیدے۔

آپؑ کے غلام نے مجھے سو دینار دیے۔

پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سنو جس وقت تمھیں اپنے دفن کیے ہوئے

دیناروں کی شدید ضرورت پیش آئے گی وہ تمھیں نہ ملیں گے، تم اُن سے محروم رہوگے۔

اور ہوا بھی ایسا ہی۔ آپؑ نے واقعاً سچ ہی فرمایا تھا۔ وہ دینار جو آپؑ نے مجھے عطا فرمائے تھے انھیں خرچ کرتا رہا، مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے اُن کی شدید ضرورت پیش آگئی، روزی کے تمام دروازے بند ہوگئے تھے۔ میں نے جب اپنے دفن شدہ دیناروں کو کھود کر نکالنا چاہا تو وہ وہاں سے غائب تھے۔ میں نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ میرے لڑکے معلوم تھا کہ میں نے دینار کہاں دفن کیے ہیں۔ وہ انھیں نکال کرلے گیا۔ اور کہیں بھاگ گیا، میرا اس پر کوئی بس نہ چلا۔

(الارشاد ص۳۲۳)

- مختار الخرائج میں بھی اسماعیل سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(۱۴) ــــ تیری جائیداد واپس مل جائیگی

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ سرمن رائے میں مصر سے ایک شخص جس کا نام سیف بن لیث تھا، مہتدی کے پاس فریاد لیکر آیا کہ شفیع خادم نے اس کی جائیداد غصب کرلی اور اس کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ ہم لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کو خط لکھ دے تاکہ وہ تیرے حق میں دعا فرمائیں اور تیرا یہ کام آسان ہوجائے۔

اُس نے خط لکھا، تو آپؑ نے جواب دیا، پریشان نہ ہو اور سلطان کے پاس نہ جا تیری جائیداد تجھ کو واپس مل جائے گی، بلکہ اس وکیل کے پاس جا جس کے قبضے میں اِس وقت تیری جائیداد ہے اور اسے سب سے بڑے سلطان خدائے رب العالمین سے ڈرا۔

وہ شخص اس وکیل سے ملا۔

وکیل نے کہا، تیرے جاتے ہی میرے پاس خط آیا کہ میں تیری جائیداد تجھے واپس کردوں۔ قاضی ابن ابی شوارب کا یہ حکم تھا، اور اس پر گواہیاں تھیں۔

پھر اُسے مہتدی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی اور اس کو اُس کی جائیداد واپس مل گئی۔

(مناقب جلد ۴ ص۴۳۴)

(۱۵) ــــ آپؑ نے بغیر طلب کے خاتم بخش دی

ابوہاشم کا بیان ہے کہ جب بھی میں حضرت امام علی النقی یا حضرت امام حسن عسکری علیہما السّلام کی خدمت میں حاضر ہوتا مجھے اُن میں کوئی نہ کوئی امامت کی نشانی ضرور ملتی۔

چنانچہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ تھا کہ میں آپؑ سے انگوٹھی کے لیے چاندی وغیرہ مانگوں جس کو برکت کے لیے میں اپنے پاس رکھوں۔ میں آپؑ کے پاس بیٹھ گیا اور باتوں میں یاد نہ رہا کہ میں کس لیے آیا تھا۔ جب وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے میری طرف ایک انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا:

تو تمھارا ارادہ چاندی مانگنے کا تھا، میں تمھیں بنی بنائی انگوٹھی دیتا ہوں۔ اس میں تمھیں نگینہ اور بنوائی کا بھی فائدہ ہوگیا۔ اللہ تمھیں مبارک کرے۔

(مناقب جلد ۴ ص۴۳۷)

(۱۶) ــــ قرآن مخلوقِ خدا ہے

ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے جی میں آیا کہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام سے دریافت کروں کہ آپؑ کا قرآن مجید کے متعلق کیا خیال ہے؟ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق (ابھی یہ بات میرے دل ہی میں تھی کہ)

آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ کی یہ روایت تم تک نہیں پہونچی جس میں آپؑ نے فرمایا کہ جب سورۂ **قُل ھو اللہ احدٌ** نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چار ہزار پر خلق فرمائے اور یہ سورہ ملائکہ کے جس گروہ کی طرف ہوکر گذرتا تھا توسب نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاتے اور کہتے کہ اس کی نسبت ربّ العزّت تبارک وتعالیٰ کی طرف ہے۔

(مختار الخرائج ص۲۳۹)

(۱۷) ــــ آپؑ کی ٹوپی دلیلِ امامت بن گئی

کتاب الدلائل میں علی بن محمد بن حسن سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت اہواز سے سرمن رائے آئی میں بھی ان اصحاب کے ساتھ تھا اور خلیفۂ وقت صاحب بصرہ کی طرف جارہا تھا۔ ہم لوگ اس لیے نکلے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی زیارت کرلیں۔ مگر دیکھا کہ آپؑ بھی اس کے ساتھ جارہے ہیں۔ اِسلیے آپؑ کی واپسی کے انتظار میں دو پاٹوں کے درمیان بیٹھ گئے

تھوڑی دیر میں آپؑ واپس ہوئے اور ہمارے مقابل پہونچکر قریب ہی کھڑے ہوگئے، اپنا ہاتھ بڑھایا، سر سے ٹوپی اُتاری اور دوسرا ہاتھ اپنے سر پر پھیرا اور ہم میں سے ایک شخص کے سامنے تبسم فرمانے لگے۔

اُس شخص نے فوراً کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ واقعاً حجتِ خدا اور اس کے منتخب بندے ہیں۔

ہم لوگوں نے اُس سے کہا، کہ تجھے یہ ہدایت کیسے ہو گئی ؟

اُس نے کہا کہ مجھے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر شک تھا لہٰذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر آپؑ واپسی میں اپنے سر سے ٹوپی اُتار لیں گے تو میں آپؑ کی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

• مختار الخرائج میں بھی علی بن محمدؒ کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مختار الخرائج صفحہ ۲۱۵)

(۱۸) ـــ دُعا، دلیلِ امامت

دلائلِ حمیری میں ابو سہل بلخی سے روایت ہے

اُن کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں اپنے والدین کے لیے دُعا کی درخواست کی۔ اُس کی ماں غالیہ تھی اور باپ مومن تھا۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تیرے باپ پر رحم فرمائے۔

ایک دوسرے شخص نے بھی خط لکھا اور اُس نے بھی اپنے والدین کے لیے دُعا کی درخواست کی۔ اُس کی ماں مومنہ تھی اور اس کا باپ ثنویہ تھا۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تیری ماں پر رحم فرمائے۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

(۱۹) ـــ علمِ مافی الضّمیر

ابن کردی محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں بہت تنگیٔ معاش میں مبتلا ہوا تو میرے والد نے مجھ سے کہا کہ مجھے اُس شخص یعنی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس لے چلو میں نے سُنا ہے وہ بڑے سخی ہیں۔

میں نے پوچھا کیا آپ کا اُن سے تعارف ہے ؟

اُنھوں نے کہا، نہیں، میرا اُن سے کوئی تعارف نہیں، بلکہ میں نے تو اُن کو کبھی دیکھا بھی نہیں ہے۔

الغرض ہم لوگ چلے۔ راستے میں میرے والد نے کہا، کاش وہ مجھے پانچ سو درہم دینے کا حکم دے دیں تو دو سو درہم کپڑوں کے لیے، دو سو درہم آٹے کے لیے اور ایک سو درہم دوسرے

اخراجات کے لیے صرف کروں گا۔

اور میں نے اپنے دل میں کہا، کاش مجھے تین سو درہم کا حکم دے دیں تو ایک سو درہم سے گدھا خریدوں گا، ایک سو درہم دیگر اخراجات کے لیے اور ایک سو درہم لباس کیلئے رکھوں گا پھر میں جبل کی طرف (تلاشِ معاش کی غرض سے) چلا جاؤں گا۔

جب ہم لوگ آپؑ کے درِ دولت پر پہونچے تو اندر سے آپؑ کا غلام نکلا۔ اور بولا۔ علی بن ابراہیم اور اس کا لڑکا محمد اندر آجائیں۔

ہم اندر گئے، سلام عرض کیا۔

آپؑ نے میرے والد سے فرمایا: اے علی! تم ابتک ہم سے کیوں نہیں ملے ؟

میرے والد نے کہا، اے سید و سردار! شرم دامنگیر تھی کہ اس حالت میں آپؑ کی خدمت میں کیسے حاضر ہو جاؤں۔

الغرض جب ہم وہاں سے چلے تو آپؑ کا غلام آیا، اُس نے میرے والد کو ایک تھیلی دی اور کہا، اس میں پانچ سو درہم ہیں۔ دو سو، کپڑوں کے لیے، دو سو آٹے کے لیے، اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں۔

اس کے بعد مجھے بھی ایک تھیلی دیکر بولا، اس میں تین سو درہم ہیں۔ ان میں سے ایک سو درہم کا گدھا خریدنا، ایک سو کپڑوں کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں اور سنو! بلادِ جبل نہ جانا، بلکہ سورا (عراق میں ایک مقام کا نام ہے) جانا۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ سورا چلا گیا، اور وہاں کی ایک عورت سے شادی کرلی اور آج اُس کی آمدنی چار ہزار دینار تک پہونچ چکی ہے، مگر اس کے باوجود وہ واقفیہ ہے۔

محمد بن ابراہیم کردی نے اُس سے کہا کہ کیا اس سے بھی زیادہ واضح امامت کی نشانی کی تمھیں ضرورت ہے ؟

اُس نے کہا، تم سچ کہتے ہو، مگر ہم تو پہلے سے ایک راستے پر چلے جا رہے ہیں اسے کس طرح چھوڑ دیں۔ ؟ (الارشاد صفحہ ۳۲۱-۳۲۰)

• ـــ ابو بکر فہفکی سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے سر من رائے سے کسی کام کے لیے باہر جانے کا ارادہ کیا! اس لیے کہ وہاں دیر تک قیام کر چکا تھا چنانچہ کوچ کے دن میں نکلا اور ابی قطیعہ ابنِ داؤد کے راستہ پر آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربارِ عام میں جانے کے لیے ادھر سے آتے ہوئے نظر آئے۔

میں نے اپنے دل میں کہا، میں آپؑ سے عرض کروں گا کہ مولا، میرے لیے دعا کیجیے کہ

میں سرمن رائے سے خیریت کے ساتھ نکل جاؤں۔

یہ سوچ کر میں مسکرایا۔ جب آپ میرے قریب آئے تو آپ بھی مسکرائے۔ اور میں اُسی دن سرمن رائے سے نکل گیا۔

(مختار الخرائج ص ۲۱۵)

• ـــ علی بن زید بن علی بن الحسن بن زید سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ابھی میں وہاں بیٹھا ہی تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میرے رومال میں پچاس دینار تھے۔ وہ اب نہیں ہیں۔ مجھے اس کی بڑی فکر ہوئی، مگر میں نے آپ سے نہ اس کا ذکر کیا اور نہ اس کا اظہار ہونے دیا کہ مجھے اس کی فکر لاحق ہے اس کے باوجود آپ نے فرمایا: وہ محفوظ ہے انشاء اللہ۔ جب میں گھر واپس آیا تو میرے بھائی نے وہ رقم مجھے دی۔

(مختار الخرائج ص ۲۱۵)

• ـــ کشف الغمہ میں بھی دلائل حمیری سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۳۰۵)

• ـــ ابو العیناء محمد بن قاسم ہاشمی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا، وہاں مجھے پیاس لگتی مگر پانی مانگنا اپنے لیے چھوٹی بات سمجھتا۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام! ان کو پانی پلاؤ۔

کبھی دل میں آتا کہ اب یہاں سے چلوں۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام ان کی سواری حاضر کرو۔

(مختار الخرائج) (مناقب جلد ۴ ص ۴۳۳)

• ـــ احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ع کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ میرے سامنے کچھ لکھیں تاکہ جب آپ کا خط پہونچے تو میں پہچان لیا کروں کہ یہ آپ ہی کا خط ہے۔

آپ نے فرمایا، ہاں ٹھیک ہے۔

پھر فرمایا اے احمد! قلم کے موٹے اور باریک ہونے کی وجہ سے خط مختلف ہو جایا کرتا ہے۔ لہٰذا اس میں شک نہ کیا کرو۔

پھر آپ نے قلمدان منگوایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت آپ جس قلم سے لکھیں گے، میں وہ قلم آپ سے مانگ لوں گا۔"

جب آپ لکھ چکے تو مجھ سے باتیں کرنے لگے اور قلم کو قلمدان کے رومال سے صاف کر کے میری طرف بڑھا دیا اور فرمایا:

اے احمد! اسے لیلو۔ اور اپنے پاس رکھ لو۔

میں نے اسے لے کر رکھ لیا۔ مناقب جلد ۴ ص ۴۳۳

• ـــ محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ قوم مفوضہ اور مقصرہ کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔

کامل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں گا کہ آپ یہ فرماتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جس کی معرفت ہماری جیسی ہو اور جس کا قول بھی ہمارے جیسا ہو۔

اُس کا بیان ہے کہ جب میں آپ کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ آپ ایک سفید اور نرم لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا، بھلا کوئی ولیِ خدا اور حجتِ خدا ایسا نرم لباس پہنتا ہے؟ ہمیں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اور اس طرح کا لباس پہننے کو منع فرماتے ہیں۔

کامل کا بیان ہے کہ میرے جی میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ متبسم ہوئے اور فرمایا: اے کامل! ادھر دیکھو۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنی دونوں آستینیں اُلٹیں، میں نے دیکھا، آپ اُس نرم لباس کے نیچے سیاہ موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔

پھر فرمایا، دیکھو! یہ اندرونی لباس تو اللہ کے لیے ہے اور اوپر والا لباس تم لوگوں کے لیے ہے۔

(غیبۃ طوسی)

(۲۰) ـــ علمِ انساب

علی بن جعفر نے حلبی سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ محلہ عسکر میں جمع ہوئے اور حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری کے دن کا انتظار کرنے لگے۔ تو آپ کی تحریر آئی جس میں لکھا تھا کہ:

"خبردار! تم میں سے نہ کوئی ہمیں سلام کرے، اور نہ ہماری طرف کوئی اشارہ کرے، اس میں تمہاری

جانوں کا خطرہ ہے۔

میرے پہلو میں ایک نوجوان کھڑا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں کے باشندہ ہو

اُس نے کہا، مدینہ کا رہنے والا ہوں۔

میں پوچھا، یہاں کس کام سے آنا ہوا۔ ؟

اُس نے کہا کہ، ہمارے یہاں (مدینہ میں) لوگوں کو حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کے متعلق اختلاف ہے۔ میں اِس لیے آیا ہوں کہ خود چل کر دیکھوں اور اُن کی باتیں سُنوں یا اُن میں کوئی علامتِ امامت دیکھوں، تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اور میں حضرت ابوذر غفاری کی اولاد میں سے ہوں۔

ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپؑ اپنے ایک خادم کے ساتھ درِ دولت سے برآمد ہوئے۔

جب آپؑ قریب پہونچے تو ایک نظر اُس نوجوان پر ڈالی اور فرمایا: کیا تم غفاری ہو ؟

اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا، تمھاری ماں حمدویہ کیسی ہے ؟

اُس نے عرض کیا، ٹھیک ہے، صحیح و تندرست ہے۔

آپؑ یہ پوچھ کر آگے بڑھ گئے تو میں نے اُس نوجوان سے پوچھا: کیا تم نے اس سے پہلے ان کو کبھی دیکھا تھا ؟

اُس نے کہا، نہیں۔

میں نے کہا، پھر یہ تمھارے اطمینان کے لیے کافی ہے۔

اُس نے کہا، جی ہاں، آپ صحیح کہتے ہیں، اب مزید معلومات کی ضرورت نہیں۔

(مختار الخرائج)

(۲۱) — علمِ ما فی الضمیر

یحییٰ بن مرزبان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ

میں ایک مرتبہ اہلِ سبت کے ایک شخص سے ملا جس کا نام ابوالخیر تھا۔

اُس نے بیان کیا کہ میرا چچازاد بھائی امامت، اور خصوصاً حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کے متعلق مجھ سے بحث کرتا تھا، میں اُس سے کہا کرتا، جب میں خود اُن میں امامت کے آثار و علامات نہ دیکھ لوں، کچھ نہ کہوں گا۔

چنانچہ میں کسی ضرورت کے لیے محلۂ عسکر میں وارد ہوا۔ دیکھا کہ حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا، اگر یہ اپنا ہاتھ اپنے سر کی

طرف بڑھائیں، اسے کھول دیں پھر میری طرف دیکھ کر نظر موڑ لیں، تو میں اِن کی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔

جب آپؑ میرے قریب پہونچے تو آپؑ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کی طرف بڑھایا، سر کھولا، پھر ایک نظر میری دیکھا اور نگاہ موڑ لی۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا، اے یحییٰ! تمھارا وہ چچازاد بھائی کیسا ہے جس سے تمھاری امامت کے متعلق بحث ہوتی ہے۔ ؟

میں نے عرض کیا، اسے صحیح و تندرست چھوڑ آیا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا، تم اس سے بحث نہ کیا کرو۔

اِس کے بعد آپؑ چلے گئے۔ (مختار الخرائج۔ کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۱۱)

(۲۲) — علمِ مستقبل

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ سمیع مسمعی نامی شخص مجھے بہت ستاتا تھا اور اس کی طرف سے ایسی ایسی باتیں مجھ تک پہونچتی تھیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوتا تھا۔ اُس کا گھر میرے گھر سے بالکل ملا ہوا تھا۔ میں نے حضرت ابومحمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ دعا فرمائیں مجھے اس شخص سے چھٹکارا ملے۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا، تمھیں خوشخبری ہو کہ اس سے بہت جلد چھٹکارا ملے گا اور تم اُس کے گھر کے بھی مالک بن جاؤ گے۔

پس ایک ماہ کے بعد وہ مر گیا۔ میں نے اُس کا گھر خرید کر اپنے گھر میں ملا لیا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۰۲)

(۲۳) — معتز کی معزولی کی خبر

احمد بن حسین بن عمر بن یزید کا بیان ہے کہ

مجھ سے ابوہاشم بن سبانہ نے بتایا کہ کوفہ جاتے وقت جب معتز نے آپؑ کو سعید حاجب کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور قصرِ ہبیرہ کا واقعہ پیش آیا تو ابوہاشم نے آپ کو خط لکھا کہ: میں آپؑ پر قربان، مجھے ایسی اطلاع ملی ہے جس کو سن کر مجھے بیحد قلق ہے۔

آپ نے اُس کو جواب میں تحریر فرمایا۔

اے ابوہاشم! گھبراؤ نہیں، تین دن بعد تم لوگوں کو

خوشخبری ملے گی۔

اور تیسرے ہی دن معتز خلافت سے معزول کر دیا گیا۔ (غیبتہ شیخ ص۱۳۲)

(۲۴) — مستعین تین دن میں گرفتارِ عذاب ہوگا

راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں ابو احمد عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کے پاس گیا اُن کے سامنے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک رقعہ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں نے اس ظالم و سرکش (یعنی مستعین) کے لیے اللہ سے بددعا کی ہے یہ تین دن بعد عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔"

چنانچہ تیسرے ہی دن وہ خلافت سے معزول ہو گیا اور انجام جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اُسے واسط لیجا کر قتل کر دیا گیا۔ (مہج الدعوات)

(۲۵) — مہتدی کی مدتِ عمر ختم ہو چکی ہے

صیمری نے ہی یہ بھی روایت ابو ہاشم سے کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں مہتدی کی قید میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا "اے ابو ہاشم! یہ ظالم و سرکش آج شب اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنا چاہتا تھا' اس لیے اللہ نے اس کی مدتِ عمر ختم کر دی ہے۔ میرے کوئی اولاد نہیں' مگر اللہ اپنے لطف و کرم سے ایک لڑکا عنایت فرمائے گا۔

غرض جب صبح ہوئی تو ترکوں نے مہتدی پر حملہ کر دیا اور عامۃ المسلمین چونکہ جانتے تھے کہ مہتدی اعتزال اور قدر کا معتقد ہے' اس لیے سب لوگوں نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ اور مہتدی کو قتل کر کے اس کی جگہ معتمد کو مسندِ خلافت پر بٹھایا' اور اس کی بیعت کی۔ مہتدی نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا تھا' مگر اللہ نے خود اس کو مبتلائے بلا و مصیبت کر دیا اور بالآخر قتل ہوا اور واصلِ جہنم ہو گیا۔ (مہج الدعوات ص۳۴۳)

(۲۶) — مہتدی کے قتل کی پیشگوئی

احمد بن محمد سے روایت ہے جس وقت مہتدی ترکی موالیوں کے قتل میں ماخوذ ہوا تو میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

کو خط لکھا کہ مولا! خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس کو خود اپنی فکر میں پھنسا دیا' ورنہ سُنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو ملک بدر کر کے رہوں گا۔

تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ یہی بات اس کی عمر کے گھٹنے کا سبب بن گئی۔ آج سے پانچ دن اور شمار کرلو چھٹے دن وہ بڑی بے عزتی اور توہین کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔ اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

(۲۷) — معتز تین دن میں قتل ہو جائے گا

محمد بن عبداللہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جب سعید (حاکم سامرہ) نے حکم دیا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ع کو گرفتار کر کے کوفہ بھیجا جائے۔

ابو ہیثم نے آپ کو خط لکھا' مولا! میں آپ پر قربان' مجھے ایک خبر ملی ہے جس سے مجھے بڑا دکھ ہوا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا' تین دن بعد تم کو ایک خوشخبری ملے گی۔ اور تیسرے ہی دن معتز قتل کر دیا گیا۔

(۲۸) — تین دن بعد خوشخبری ملے گی

علی بن محمد بن زیاد صیمری کی کتاب الاوصیاء میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق مستعین کی جو نیت تھی وہ ظاہر ہے۔ اس نے اپنے حاجب سعید کو حکم دیا کہ آپ کو کوفہ لیجاؤ اور راستہ میں ان پر کوئی حادثہ وارد کر دو۔

یہ خبر شیعوں میں پھیل گئی۔ جس سے انھیں بڑی فکر ہوئی۔ اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ ابھی حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کی وفات کو پانچ سال بھی نہیں ہوئے تھے۔

چنانچہ محمد بن عبداللہ اور ہیثم بن سبابہ نے آپ کو خط لکھا کہ ہم لوگ آپ پر قربان ہم لوگوں کو ایک ایسی خبر ملی ہے کہ جس کا ہمیں بڑا دکھ اور رنج ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا' تین دن بعد تمھیں خوشخبری ملے گی اور آپ کے ارشاد کے مطابق مستعین تیسرے ہی دن خلافت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ معتز تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ (مہج الدعوات ص۳۴۱)

(۲۹) گمشدہ غلام کی نشاندہی

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ کا ایک چھوٹا سا غلام گم ہوگیا۔ بہت ڈھونڈا گیا، نہیں ملا۔ آپؑ کو خبر دی گئی۔

آپؑ نے فرمایا، اس کو جانوروں کے کٹہرے میں دیکھو۔

وہاں دیکھا گیا تو وہ مُردہ پڑا ہوا تھا۔

• محمد بن صالح خثعمی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر خربوزہ کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا میں بیحد شائق ہوں۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اسے نہار منہ نہ کھاؤ اس سے فالج کا خطرہ ہے۔ اس کے علاوہ میرا ارادہ تھا کہ میں صاحبِ زنج جس نے بصرہ سے خروج کیا تھا، اس کے متعلق معلوم کروں مگر بھول گیا لیکن آپؑ نے از خود تحریر فرما دیا کہ صاحبِ زنج اہلبیت میں سے نہیں ہے (کشف الغمہ جلد ...)

(۳۰) علم منایا

جعفر بن محمد قلانشی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے محمد بن عبد الجبار خادم کی معرفت حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا جس میں بہت سے مسائل دریافت کیے اور یہ بھی تحریر کیا کہ میرا بھائی آرمینہ گیا ہوا ہے۔ دعا فرمائیں، صحیح وسلامت واپس آجائے۔

آپؑ نے میرے خط کا جواب تحریر فرمایا جس میں میرے سارے مسائل کے جوابات تھے مگر اس میں میرے بھائی کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد آرمینہ سے خبر آئی کہ تیرا بھائی فوت ہوگیا۔

اور وہ اسی دن فوت ہوا تھا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا تھا۔ اب ہم سمجھے کہ چونکہ آپؑ کو اس کی موت کی خبر تھی اس لیے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

• علی بن محمد نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ محمد بن حجر نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں عبد العزیز بن دلف اور یزید بن عبد اللہ کی شکایت کی۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عبد العزیز سے تمہیں چھٹکارا مل جائے گا اور

یزید بن عبد اللہ تو اس کا اور تمہارا فیصلہ اللہ کے سامنے ہوگا۔

چنانچہ عبد العزیز مر گیا اور یزید بن عبد اللہ قتل ہوگیا۔

(مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۳، کافی جلد ۱ صفحہ ۵۱۲)

• محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے معتز کی وفات سے تقریباً بیس دن پہلے ابو القاسم اسحاق بن جعفر زبیری کو خط لکھا "گھر سے باہر نہ نکلنا ایک حادثہ ہونے والا ہے مگر جب بریحہ قتل ہوگیا تو ابو القاسم اسحاق نے آپؑ کو خط لکھا کہ یہ حادثہ تو رونما ہو چکا، اب میرے لیے کیا حکم ہے۔؟

آپؑ نے اس کے جواب میں لکھا' یہ حادثہ نہیں' دوسرا حادثہ۔

چنانچہ اس کے بعد معتز کا واقعہ پیش آیا۔ (الکافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۶)

• نیز آپؑ نے ایک دوسرے شخص کو خط لکھا کہ "اس کے قتل سے دس دن پہلے محمد بن داؤد قتل ہوگا۔" چنانچہ دسویں دن وہ قتل ہوگیا۔ (ارشاد صفحہ ۳۴۰)

• ابن فرات سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرے چچا زاد بھائی پر میرے دس ہزار درہم قرض تھے۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ دعا فرمائیں کہ وہ دیدے۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ وہ تمہاری رقم تم کو واپس کردے گا اور جمعہ کے بعد مر جائے گا۔

راوی کا بیان ہے، میرے چچا زاد بھائی نے مجھے میری رقم واپس کردی۔ میں نے اس سے پوچھا، تمہاری نیت تو واپس کرنے کی نہ تھی، پھر واپس کیسے کردی۔؟ تم نے تو دینے سے انکار کردیا تھا۔

اس نے کہا، میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خواب میں دیکھا انھوں نے فرمایا' دیکھ تیری موت قریب ہے اپنے چچا زاد بھائی کی رقم واپس کردے۔

(مختار الخرائج ۔ کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۱)

(۳۱) اللہ فضل پر رحم کرے (علم منایا)

سعید بن جناح کشی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابراہیم وراق سمرقندی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں حج کے لیے وطن سے نکلا اور ارادہ کیا کہ اپنے ایک دوست سے بھی ملتا ہوا جاؤں جو ہمارے اصحاب میں

دیگو • محمد بن حسن بن ذدیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ہمرن رائے میں اکثر غاشیہ برداری کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ آپؑ کے پاس پہونچا تو آپؑ کو گھر موجود پایا اور آپؑ کی سواری خلیفہ کے گھر جانے کے لیے تیار تھی اور آپؑ کا چہرہ غصّے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور آپؑ کے پہلو میں عامہ میں سے ایک ایسا شخص تھا کہ جب آپؑ کہیں جانے کے لیے سوار ہوتے تو دعائیں دیتا اور ایسی ایسی باتیں کرتا جن سے آپؑ کو نفرت ہوتی اور آپؑ ان کو ناپسند کرتے۔

اس دن تو وہ شخص پیچھے ہی پڑا رہا یہاں تک کہ آپؑ ایسی جگہ پہونچے جہاں سے راستہ دو طرف جاتا۔ ایک راستہ سواریوں کی کثرت کی وجہ سے اس شخص کو تنگ نظر آیا تو وہ دوسرے راستے پر چل دیا تاکہ اس طرح آگے بڑھ کر پھر آپؑ سے جا ملے۔

جب وہ اس راستے پر چلا گیا تو آپؑ نے اپنے خادم سے فرمایا: جاؤ اس شخص کو کفن پہنا آؤ۔

خادم اُس شخص کے پیچھے چلا۔ اور ادھر آپؑ بازار تک پہونچ گئے اور اُدھر وہ شخص کے دروازے سے نکلا تاکہ آپؑ سے آکر مل جائے کہ ایک جگہ ایک خچر بندھا ہوا تھا، اس نے اس کو ایسی لات ماری کہ وہیں مرگیا۔ خادم وہیں ٹھہر گیا اور آپؑ کے حکم کے بموجب اس کو کفن دیا اور لوگ آپؑ کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ (مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۳)

دیگو • علی بن یزید المعروف بہ ابن رمش سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرا لڑکا بیمار ہوا میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دعا کی درخواست کی۔

اُدھر سے جواب آیا "او ما علم ان لکل اجل کتٰب" کیا نہیں معلوم کہ ہر ایک کے لیے ایک مدت تحریر ہے۔

چنانچہ میرا لڑکا مرگیا۔ (مختار الخرائج، کشف الغمہ اردبیلی جلد ۳ صفحہ)

دیگو • ابو سلیمان محمودی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک عریضہ میں تحریر کیا، مولا! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے لڑکا عطا فرمادے۔ (تاکہ نسل آگے بڑھے)

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تمھیں لڑکا عطا فرمائے گا، مگر تمھیں اس کے لیے صبر بھی کرنا ہوگا۔

چنانچہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور مرگیا۔

کشف الغمہ اردبیلی جلد ۳ صفحہ ۲۱۰

دیگو • اسحٰق بن اقرع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا، اس میں تحریر کیا کہ آپؑ میری آنکھ کے درد کے لیے دعا فرمائیں۔ اس لیے کہ میری ایک آنکھ تو بیکار ہو ہی گئی تھی، اب دوسری میں بھی تکلیف شروع ہوگئی۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ نے تیری آنکھ روک دی۔

چنانچہ۔ وہ صحیح ہوگئی۔ اللہ نے اسے خراب ہونے سے بچا لیا۔

خط کے آخر میں آپؑ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تجھے اجر جزیل اور صبر جمیل کرامت فرمائے مجھے بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے اہلِ خاندان میں سے کون مرگیا، جس کی تعزیت آپؑ ادا فرما رہے ہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد مجھے میرے لڑکے طیب کی موت کی خبر ملی۔ میں سمجھ گیا کہ آپؑ نے اسی کی تعزیت ادا کی تھی۔ (مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۲)

(۳۲) مستقبل کا علم

شاہویہ بن عبدربہ کا بیان ہے کہ میرا بھائی صالح قید میں تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں مختلف مسائل دریافت کیے۔

آپؑ نے ان سب کے جواب دیے اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جس دن میرا یہ خط تمھارے پاس پہونچے گا اُس دن تمھارا بھائی قید سے رہائی پائے گا تم مجھ سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے مگر بھول گئے تھے۔ اس لیے لکھ رہا ہوں۔

ابھی میں آپؑ کا یہ خط پڑھ ہی رہا تھا کہ بہت سے لوگ آ پہونچے اور مجھے میرے بھائی کی رہائی کی خوشخبری دینے لگے۔ میں بھی پہونچ کر اپنے بھائی سے ملا اور اس کو آپؑ کا یہ خط پڑھ کر سنایا۔ (مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۸)

(۳۳) مشکوٰۃ سے مراد قلب حضرت محمدؐ ہے

محمد بن درباب رقاشی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ قرآن مجید کی آیت مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ میں مشکوٰۃ سے کیا مراد ہے۔ ؟

پھر یہ بھی تحریر کیا کہ میری زوجہ کے لیے دعا فرمائیں وہ حاملہ ہے۔ نیز دعا فرمائیں کہ

فرزند پیدا ہو نیز آپؑ اس مولود کا نام بھی تجویز فرمادیں۔
آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مِشکوۃ سے مراد قلبِ محمدؐ ہے۔
مگر آپؑ نے میری زوجہ کے متعلق کچھ نہ لکھا، بلکہ آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ خدا
تجھے صبر دے۔ اور تجھے خلف (فرزندِ سعادتمند) عطا فرمائے۔
پس، زوجہ کے مردہ لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد جب حاملہ ہوئی تو لڑکا پیدا ہوا۔
(کشف الغمہ جلد ۳ صـ۳۱۰)

(۳۴) — کنیز کی موت کا علم

علی بن زید بن علی بن الحسین بن زید بن علی
روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام
دار العامہ سے اپنے گھر تشریف لیجانے لگے تو میں آپؑ کے ساتھ ہو لیا، اور آپؑ کو آپؑ کے گھر
تک پہونچا کر واپس ہونے لگا:
آپؑ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو!
آپؑ اندر داخل ہوئے، مجھے بھی گھر کے اندر بُلا لیا اور دو سو دینار عطا کیے۔
پھر فرمایا: تمھاری کنیز تو مرگئی، اب دوسری کنیز کے لیے قیمت لیتے جاؤ۔
حالانکہ جب میں اپنے گھر سے چلا تھا تو وہ بالکل صحیح و سلامت تھی۔ غرض جب میں اپنے
گھر پہونچا تو میرے غلام نے اطلاع دی کہ آپ کی فلاں کنیز ابھی ابھی مرگئی۔
میں نے پوچھا کیا بات ہوئی، کیسے مرگئی؟
اُس نے کہا وہ پانی پینے لگی، پانی گلے میں اٹکا اور اُس کا دم نکل گیا۔
(مناقب جلد ۴ صـ۴۳۱، مختار الخرائج صـ۲۱۴)

(۳۵) — عروہ بن یحییٰ کیلئے بددُعاء

علی بن سلیمان بن رشید عطار
بغدادی سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے عروہ بن یحییٰ پر
لعنت کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خزانہ
(توشہ خانہ) تھا، وہ عروہ بن یحییٰ کے سپرد کیا گیا۔ اس نے اس خزانے میں سے بہت سی چیزیں اپنے
لیے نکال لیں اور بقیہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو گزند پہونچانے کے
لیے آگ لگادی۔ آپؑ نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بددعا بھی فرمائی، اور اس بددعا کا یہ

ایک دن اور ایک رات بھی نہیں گذرے تھے کہ اللہ نے اس کو واصلِ جہنم کیا۔
آپ فرماتے ہیں کہ میں اسی رات اللہ سے بددعا کے لیے اس اس طرح بیٹھا
اور ابھی سپیدۂ سحری بھی نمودار نہیں ہوا تھا اور نہ ابھی میرے خزانے میں لگی ہوئی آگ بجھی تھی
کہ اللہ نے عروہ بن یحییٰ کو قتل کرا دیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ (رجال کشی صـ۴۸۰)

(۳۶) — زبیری کیلئے بددعاء

دلائلِ حمیری میں محمد بن علی صیمری سے
روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ کے پاس پہونچا
اس کے سامنے حضرت ابو محمد علیہ السلام کا ایک خط رکھا ہوا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ میں
نے اس سرکش یعنی زبیری کے لیے اللہ سے بددعا کر دی ہے۔ وہ تین دن بعد مبتلائے عذاب
ہو جائے گا۔
چنانچہ تین دن بعد اس کے ساتھ جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔
(کشف الغمہ جلد ۳ صـ۲۹۵)

(۳۷) — ابنِ ہلال سے اظہارِ برأت کا اعلان

محمد بن یعقوب کا بیان ہے
کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک طویل خط عمری کے نام موصول ہوا
جس میں یہ بھی تحریر تھا کہ میں ابنِ ہلال لعنۃ اللہ علیہ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں، بلکہ
اس شخص سے بھی برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ابنِ ہلال سے برأت کا اظہار نہ کرے۔ لہٰذا اسحاق
اور اس کے اہلِ شہر کو وہ سب کچھ بتا دو جو میں نے اس شخصِ فاجر کے متعلق نہیں بتایا ہے بلکہ
ہر اس شخص کو بتاؤ جو تم سے اس شخصِ فاجر کے متعلق دریافت کرے۔
(غیبۃ طوسی صـ۲۲۸)

یا چھوٹی، اس پر ادائے شکر ضروری ہے۔

چنانچہ اللہ نے جو نعمت تم کو دی ہے، تمھیں ہلاکت سے بچایا ہے اور راہِ عقبیٰ کو تمھارے لیے آسان کر دیا ہے اس پر ہم الحمد للہ کہتے ہیں جس طرح اللہ کی حمد کرنے والے تا ابد حمد کرتے رہیں گے اور خدا کی قسم، آخرت کی گھاٹی بڑی سخت ہے، اس پر چلنا بہت مشکل ہے اس میں طویل مصائب ہیں جن کا ذکر سابقہ الہامی کتابوں میں بھی ہے۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات سے پہلے کے زمانے اور آج کے زمانے میں بھی تم لوگوں کے حالات ایسے نہ تھے جو قابلِ تعریف رہے ہوں اور اللہ کی پوری توفیق تمھارے شاملِ حال رہی ہو۔ اے اسحاق! یقین کرو کہ جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا، اور اُسے راہِ نجات نہ ملے گی۔

اے ابن اسماعیل! یہاں اندھا ہونے کا مطلب آنکھوں سے اندھا نہیں، بلکہ اُن دلوں کا اندھا ہونا ہے جو سینوں کے اندر ہیں۔ چنانچہ ایسے ظالم کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی کتابِ محکم میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن کہے گا:

" رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ " (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۵-۱۲۶)

(پروردگارا! تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا، جبکہ (دنیا میں) میں آنکھ والا تھا، اللہ کہے گا، اس لیے کہ جس طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں اور تو نے انھیں بھلا دیا، پس آج کے دن اسی طرح ہم نے تجھے بھلا دیا۔)

(اب تم ہی انصاف سے کہو) جو ذات اپنے آبائے اولین یعنی انبیاء اور آبائے آخرین یعنی اوصیاء علیہم السّلام اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر اللہ کی حجت ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے مُلک کا امانت دار ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے بندوں کے اعمال کا شاہد و نگراں ہو، اس سے بڑھ کر اللہ کی نشانی اور آیت کون سی چیز ہو سکتی ہے؟

لٰہذا تم لوگ کیوں سرگرداں ہو؟ جانوروں کی طرح جدھر رُخ کیا، اُدھر کہاں چلے جا رہے ہو؟ حق سے کیوں رُوگرداں ہو؟ باطل پر کیوں ایمان لائے ہو؟ اللہ کی اس نعمت سے کیوں انکار کرتے یا اُسے جھٹلاتے ہو؟ یہ بتاؤ، جو شخص کتابِ خدا کی بعض باتوں پر ایمان رکھے اور بعض سے انکار کرے، اُس کی سزا سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بھی ناکام رہے اور آخرت کے اندر طویل عرصے تک عذاب میں مبتلا رہے۔ خدا کی قسم! یہ تو سب سے بڑی ناکامیابی ہے۔

بیشک اللہ کا یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے تم لوگوں پر چند فرائض عائد کیے ہیں اس لیے نہیں کہ اُسے اس کی کوئی ضرورت ہے، بلکہ یہ اُس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تم لوگوں پر مہربانی ہے کہ اللہ خبیث اور طیّب کو جُدا جُدا کر دے، تمھاری نیتوں کا امتحان لیلے، تمھارے دلوں کو گندگیوں سے پاک کرے، تاکہ تم لوگ اللہ کی رحمت کے حصول میں ایک دوسرے پر سبقت کرو اور جنّت میں تمھاری منزلیں ایک دوسرے سے اونچی ہوں۔

چنانچہ اللہ نے تم لوگوں پر حج، عمرہ، اقامتِ نماز، ادائیگیٔ زکوٰۃ، روزہ اور ولایت کو فرض کیا۔ اور ان سب کے لیے اُس نے تمھارے لیے ایک دروازے کو کافی قرار دیا تاکہ اس کے ذریعے سے فرائض کے تمام دروازے کھل جائیں اور راہِ خدا کی کنجی تمھارے ہاتھ آجائے واقعاً اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے بعد اُن کے اوصیاء نہ ہوتے تو تم لوگوں کا حال جانوروں جیسا ہوتا، اور ان فرائض میں سے کوئی فریضہ صحیح طور پر نہ سمجھ سکتے، اور کسی شہر میں اُس کے دروازے ہی سے تو داخل ہوا جاتا ہے!

اللہ نے اپنے نبیؐ کے بعد اپنے اولیاء کی ولایت و امامت تم پر قائم کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا " اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ "

(سورۂ مائدہ آیت ۳)

ترجمہ: (آج کے دن میں نے تمھارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمھارے لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا۔)

اولیاء کے حقوق تم پر فرض کیے اور ان حقوق کی ادائیگی کا تمھیں حکم دیا تاکہ تمھارے اصلاب و ارحام سے پیدا ہونے والے بچے، تمھارے اموال، تمھارے کھانے پینے کی چیزیں سب حلال ہو جائیں اور تمھیں معلوم ہو جائے کہ اس سے تمھاری دولت و ثروت میں کتنی ترقی اور کتنی برکت ہوتی ہے اور وہ یہ دیکھے کہ تم میں سے حکمِ غیب کی کون اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى "

(سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ (کہہ دو اے رسول "میں اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قریبیوں کی مودّت کے۔)

یہ سمجھ لو کہ اس میں جو بخل کرے گا وہ درحقیقت اپنے ساتھ بخل کرے گا۔ اللہ غنی ہے تم لوگ فقیر ہو، سوائے اس کے کوئی اور اللہ نہیں ہے۔

ہمارے اور تمھارے درمیان گفتگو بہت طویل ہو گئی جس میں تمھارے فائدے

(۴) ایک دوستدار کو دعا کی تعلیم

ابوہاشم سے روایت ہے کہ آپؑ کے دوستداروں میں سے کسی نے آپؑ سے درخواست کی کہ آپؑ کوئی دعا تعلیم فرما دیں۔ آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔

يَا اَسْمَعَ السَّامِعِيْنَ يَا اَبْصَرَ الْمُبْصِرِيْنَ يَا عَزَّ النَّاظِرِيْنَ يَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِيْنَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَوْسِعْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ وَمُدَّ لِيْ فِيْ عُمْرِيْ وَامْنُنْ عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ وَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهٖ لِدِيْنِكَ وَلَا تَسْتَبْدِلْ لِيْ غَيْرِيْ •

ترجمہ: "اے سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والے، اے دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے، اے ناظرین میں سب سے زیادہ معزز، اے حساب کرنے والوں میں سب سے جلد حساب کرنے والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے! تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور میرے لیے رزق میں وسعت عطا فرما، میری عمر میں اضافہ فرما اور مجھے اپنی رحمت کا واسطہ مجھ پر کرم و احسان فرما، مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن سے تیرے دین میں مدد لیجاتی ہے۔ میرے بدلے میرے غیر کو ان میں قرار نہ دے۔"

(۵) حزب اللہ میں کس کا شمار ہوگا

ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے دل میں کہا، پروردگارا! تو مجھے اپنے گروہ اور اپنے جتھے میں قرار دے۔

آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، ہاں، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اس کے رسولؐ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہو، اس کے اولیاء کی معرفت رکھتے ہو، ان کا اتباع کرتے ہو تو تمہیں بشارت ہو کہ تم اللہ کے گروہ اور اس کے جتھے میں شامل ہو۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

• محمد بن حسن بن شمون سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں اپنے فقر و تنگدستی

سے بہت نالاں تھا۔ اس کی شکایت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے کی مگر دل میں کہا (کیوں غم کرتا ہے) کیا حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ "ہمارے ساتھ رہ کر تنگدستی، دوسروں کے ساتھ رہ کر دولتمندی سے زیادہ بہتر ہے اور ہمارے ساتھ رہ کر قتل ہو جانا، ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر زندہ رہنے سے کہیں بہتر ہے۔"

(۶) فقر سے گناہ معاف ہوتے ہیں

میرے خط کے جواب میں آپؑ نے تحریر فرمایا، سنو! جب ہمارے دوستداروں کے گناہ بہت ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ انھیں فقر و تنگدستی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ ان کے اکثر گناہ معاف کر دیے جائیں، اور جیسا کہ تمھارے دل نے خود کہدیا تھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ رہ کر فقر، اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر دولتمندی سے کہیں بہتر ہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے جائے پناہ ہیں جو ہم سے پناہ چاہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے نور و روشنی ہیں جو دیکھنا چاہے ان لوگوں کے محافظ ہیں جو ہم سے حفاظت چاہے۔ جس نے ہم سے محبت کی وہ ہمارے ساتھ سنامِ اعلیٰ میں ہوگا، جو ہم سے منحرف ہوا اس کا راستہ جہنم کی طرف ہوگا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۵)

• رجال کشی میں بھی محمد بن حسن بن شمون سے یہی روایت ہے

(رجال کشی صفحہ ۴۴۸ ۔ مناقب جلد ۴ صفحہ ۴۳۵)

(۷) شرکِ خفی

سعد نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

آپؑ نے فرمایا، ان گناہوں میں سے جو بخشے نہ جائیں گے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ کاش مجھ سے اس گناہ کے سوا کسی اور گناہ کا مواخذہ نہ ہوتا۔

'میں نے اپنے دل میں کہا، یہ بات تو مشکل ہے۔ یعنی ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ خود سے اپنے تمام امور کا جائزہ لیتا رہے۔'

میرے دل میں یہ بات آتے ہی آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے ابو ہاشم! تم صحیح سوچ رہے ہو اور جو کچھ سوچ رہے ہو اس پر کاربند ہو جاؤ کیونکہ شرک انسان کے اندر اس سے بھی زیادہ مخفی چلتا ہے جتنی کوئی چیونٹی کسی سیاہ پتھر پر اندھیری رات میں چلتی ہو۔ (غیبۃ الشیخ صفحہ ۱۳۳)

• کشف الغمہ میں دلائلِ حمیری سے یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۸)

پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ میں نے
اُن جناب کو خط لکھا تھا کہ آپؑ کے شیعوں اور موالیوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آپؑ اپنی امامت
کی کوئی واضح دلیل، کوئی معجزہ ظاہر فرما دیں۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحبانِ عقل کو خطاب کرتا
اور سنو! کائنات میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
سے بڑھ کر دلائل و معجزات پیش کرے، مگر اس کے باوجود لوگوں نے اُن کو بھی ساحر، کاہن اور
کاذب کہا، تاہم ان ہی میں سے اللہ نے جس کو ہدایت دینی چاہی اس نے ہدایت بھی پائی۔ ہاں
یہ ضرور ہے کہ دلائل و معجزات سے اکثر لوگوں کی تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو صورت
ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ہمیں حکم دیتا ہے کہ بولو۔ تب ہم لوگ بولتے ہیں جب حکم دیتا ہے
خاموش رہو تو خاموش رہتے ہیں۔

اور اگر اللہ حق کو ظاہر نہ کرنا چاہتا، تو اتنے سارے انبیاء کو بشیر و نذیر بنا کر
نہ بھیجتا۔ چنانچہ یہ لوگ خواہ بحالتِ ضعف ہوں، خواہ بحالتِ قوت، ہر حال میں حق پیش
کرتے رہے، تاکہ امرِ الٰہی کی تکمیل اور حکمِ خداوندی کا نفاذ ہو جائے۔

لوگ اس دنیا میں مختلف طبقوں کے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جو ہمیشہ نجات کے
راستے پر نگاہ رکھتا ہے، حق سے متمسک اور اس کی جڑ سے نکلی ہوئی شاخ سے متعلق رہتا ہے اور
میں نہ کبھی شک کرتا ہے اور نہ ریب، بس اسی کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتا ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے حق کو کبھی اس کے اہل سے نہیں لیا۔ ان کی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی دریا میں اس کشتی پر سوار ہو جس کا کوئی ناخدا (کشتی چلانے والا) نہ ہو۔ دریا متحرک
ہو تو وہ بھی متحرک ہو جاتا ہے اور دریا ساکن ہو جائے تو وہ بھی ساکن۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جس پر شیطان کا تسلط ہے۔ ان کا کام اہلِ حق کی ...
مخالفت کرنا ہے، اپنے دلی بغض و حسد کی بناء پر باطل کے ذریعے سے لوگوں کو حق سے ہٹانا
ہے، مگر چھوڑو! یہ نہ دیکھو کہ کون دائیں جانب گیا اور کون بائیں جانب، اس لیے کہ جب
چرواہا اپنی منتشر بھیڑوں کو مجتمع کرنا چاہتا ہے تو بہت آسانی سے یکجا کر لیتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں ہمارے شیعوں اور موالیوں کے اندر اختلاف کا تذکرہ کیا ہے
تو جب وصیت اور اولادِ اکبر ہونا ہی معیارِ امامت ٹھہرا، تو پھر اب ریب و شک کی کیا گنجائش
ہے جو فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرنے بیٹھے گا، وہ خود بہترین فیصلہ کرے گا۔ جو تم سے ہدایت
طالب ہو اس کی بہترین ہدایت کرو۔ اشاعت اور طلبِ ریاست سے دور رہو، یہ دونوں چیزیں

باعثِ ہلاکت ہیں۔

تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ تم فارس جانا چاہتے ہو، جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا
مصر جاؤ گے انشاء اللہ امن و سکون پاؤ گے۔ میرے موالی اور شیعوں میں سے جس پر تمہیں وثوق
ہو اس کو میرا سلام پہنچا دینا، انھیں خوفِ خدا اور ادائے امانت کا حکم دینا اور انھیں بتا دینا کہ
ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرنا درحقیقت ہم سے جنگ کے مترادف ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے آپؑ کے خط میں یہ پڑھا کہ "قد خل مصر
انشاء اللہ امنا" تو میں سمجھ نہ سکا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

الغرض میں بغداد گیا، ارادہ تھا کہ وہاں سے فارس چلا جاؤں گا مگر اس کی کوئی صورت
پیدا نہ ہوئی، اور مجھے مصر جانا پڑا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

- مختار الخرائج میں بھی ابو القاسم ہروی کی یہی روایت مرقوم ہے۔
(مختار الخرائج صفحہ ۲۹۱)

(۱۲) حدیث من کنت مولاہ کا مطلب

حسین بن طریف سے روایت
ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا
کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یعنی حدیث
"من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ" کا کیا مطلب ہے۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ
جب مسلمانوں میں فرقہ بندی اور گروہ بندی ہو تو حضرت علی علیہ السلام اہلِ گروہ کی علامت قرار پائیں۔
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۳)

(۱۳) قرآنی آیت میں ولیجۃ سے مراد

سفیان بن محمد ضبعی کا بیان ہے کہ
میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے خط لکھ کر یہ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ
کے اس قول میں " وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا
الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً " (سورہ توبہ آیت ۱۵)
میں ولیجۃ سے کیا مراد ہے۔؟ نیز میں نے اپنے دل میں کہا، کاش یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ
یہاں مومنین سے کون لوگ مراد ہیں۔

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ولیجۃ ولیٔ امر کا نائب ہوتا ...

اے اسحاق ! اللہ تم پر اور تمھارے بچوں پر رحم فرمائے میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امرِ امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت پتھر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوفِ خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعتِ الٰہی کی طرف راجح و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین تمھارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت متقین کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدائے رب العالمین کے لیے ہے۔

اے اسحاق ! تم ہمارے پیغام رساں ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہونچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمھارے لیے اور تمھارے سارے اہلِ شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہلِ شہر کو بھی پڑھ کر سُنا دے تاکہ وہ باز پرس سے بچیں اور اللہ کی اطاعت سے متمسک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اور تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو۔ نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب لوگوں کے شاملِ حال کرے۔

تمھارے اہلِ شہر میں سے ہمارا جو دوستدار ہمارے اِس خط کو پڑھے یا تمھارے اطراف کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، اُن پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کر دیں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہونچائے، یا رازی جس کا نام بتائیں اُس تک پہونچائیں اِس لیے کہ یہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

اے اسحاق ! تم میرا یہ خط بلالی کو بھی پڑھ کر سُنا دو، وہ بھی ایک مردِ ثقہ، پرہیزگار اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سُنا دو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک ممدوح ہے اور جب تمھارا ارادہ بغداد جانے کا ہو تو ہمارے موثق وکیل دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سُنا دینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جس کو بھی پڑھ کر سُنانا ممکن ہو سُنا دینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اُس کو اِس کی نقل بھی دے دینا، یا جو اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہو اُسے بھی دکھا دینا، اُن سے ہم

(۱) — تاریخِ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاوّل کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آلِ محمدؐ کا دورِ امامت شروع ہوا۔

(کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعریف میں اور محمد بن ہارون تلعکبری و حسین بن حمدان خلیب نے، نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مولد النبیؐ والاوصیاء میں، شیخ نے تہذیب میں، حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جہضمی نے کتاب الموالید میں اسی طرح خشاب نے اپنی کتاب موالید میں، اور ابنِ شہر آشوب نے اپنی کتاب الموالید میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدروس میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز یکشنبہ سُر من رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی۔

(کتاب الدروس)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ماہِ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی، اور اس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ آپ سُر من رائے کے اندر اپنے گھر میں اپنے پدرِ بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۳)

دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہدِ امامت چھ سال رہا۔ یکم ماہِ ربیع الاوّل کو بیمار ہوئے اور بروزِ جمعہ انتقال فرمایا۔

(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاوّل میں وفات پائی، اور ایک دوسرے مقام پر یہ ہے کہ ۸ ربیع الاول بروزِ جمعہ وفات پائی، معتمد نے زہر سے شہید کیا۔

(۱) — تاریخِ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاوّل کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آلِ محمدؑ کا دورِ امامت شروع ہوا۔ (کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعریف میں اور محمد بن ہارون تلعکبری و حسین بن حمدان خطیب نے، نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مولد النبیؐ والاوصیاء میں، شیخ نے تہذیب میں، حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جہضمی نے کتاب الموالید میں اسی طرح خشاب نے اپنی کتاب موالید میں، اور ابنِ شہر آشوب نے اپنی کتاب الموالید میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدروس میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز یکشنبہ سُرمن رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپؑ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ (کتاب الدروس)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ماہِ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی، اور اس وقت آپؑ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ آپؑ سرمن رائے کے اندر اپنے گھر میں اپنے پدرِ بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۳)

دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہدِ امامت چھ سال رہا۔ یکم ماہِ ربیع الاوّل کو بیمار ہوئے اور بروزِ جمعہ انتقال فرمایا۔

(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپؑ نے یکم ربیع الاوّل میں وفات پائی، اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول روزِ جمعہ وفات پائی (معتمد نے زہر سے شہید کیا)

دیگر • عیون المعجزات میں احمد بن اسحاق بن مصقلہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے احمد! اُس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا، جب لوگ شک و ریب میں مبتلا ہوں گے؟

میں نے عرض کیا کہ جب بذریعے خط حضرت (امام قائمؑ) کی اطلاع ملی تو اُس وقت ہمارے مردوں، عورتوں اور بالغ الفہم لڑکوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو حق کا قائل نہ ہو گیا ہو۔

آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ کیا تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی نہ رہے گی۔

پھر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے سنہ ۲۵۹ھ میں اپنی والدہ کو حج کے لیے بھیجا اور انھیں بتا دیا کہ سنہ ۲۶۰ھ میں کیا ہونے والا ہے۔ پھر آپؑ نے اسمِ اعظم و بزرگوں کے تبرکات اور سلاح وغیرہ سب حضرت امام قائم علیہ السلام کے سپرد فرمائے، اور آپؑ کی والدہ ماجدہ مکہ روانہ ہو گئیں۔ آپؑ نے ماہِ ربیع الآخر سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پائی اور سُرمن رائے میں اپنے پدرِ بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقتِ وفات آپؑ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ (عیون المعجزات)

(۲) — اپنی والدۂ گرامی کو اپنی رحلت کی اطلاع

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدۂ گرامی سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن میرے فرزند ابو محمد نے مجھے بتایا کہ سنہ ۲۶۰ھ میں مجھ پر ایک مصیبت آئے گی ڈر ہے کہ وہ میرا خاتمہ نہ کر دے۔ اگر اس سے بچ گیا تو پھر سنہ ۲۷۰ھ میں تو یقینی ہے۔

اُن کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

آپؑ نے فرمایا: گریہ و زاری نہ کریں، یہ امرِ الٰہی وقوع پذیر ہو کر رہے گا۔

جب ماہِ صفر کے بعد بھی امام علیہ السلام نہ آئے تو وہ بے حد مضطرب ہو گئیں۔ نہ کھڑے چین تھا نہ بیٹھے سکون۔ جبل کی آبادیوں میں جاتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ میرے فرزند کے متعلق کوئی اطلاع تو نہیں آئی؟

اُن کا یہ سلسلہ امام علیہ السلام کی وفات کی اطلاع ملنے تک جاری رہا۔

(۳) — جعفر بن علی النقیؑ اور عہدۂ امامت کی بے سود سعی

حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰

میں بیمار ہوئے اور اسی سن میں اسی مہینے کی آٹھ تاریخ بروز جمعہ وفات پائی۔ وقتِ وفات آپؑ کی عمر اٹھائیس۲۸ سال کی تھی اور سُرّمن رائے کے اندر اسی گھر میں دفن کیے گئے جس میں آپؑ کے پدرِ بزرگوار مدفون ہیں۔

آپؑ نے اپنے بعد اپنے فرزند امام قائمؑ المنتظر کو حکومتِ حق کے قیام کے لیے چھوڑا۔

امام قائمؑ المنتظر کی ولادت اور اُن کے معاملات کو پوشیدہ رکھا گیا' اس لیے کہ زمانہ بہت سخت آگیا تھا۔ بادشاہِ وقت کو آپؑ کی بڑی شدت سے تلاش تھی۔ وہ آپؑ کے معاملے کو معلوم کرنے کی شدید جدوجہد کر رہا تھا کیونکہ مذہبِ شیعہ میں آپؑ کے متعلق بہت سی روایات مشہور تھیں اور وہ لوگ آپؑ کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لیے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر اُنؑ کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور آپؑ کی وفات کے بعد یہ امر عوام سے پوشیدہ ہی رہا۔

پھر جعفر بن امام علی النقیؑ اپنے بھائی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے تمام ترکے پر قابض ہوگیا۔ اُن کی ساری کنیزوں کو محبوس کرنے کی اور ان کے حلائل پر بندش لگانے کی سعی کی اور اُن کے اصحاب پر جو اُن کے فرزند (امام عصرؑ) کے انتظار میں تھے اور اُن کے وجود اور اُن کی امامت کا قطعی یقین رکھتے تھے، طعن و تشنیع کی، اُن کے خلاف قوم کو بھڑکایا' انھیں ڈرایا' دھمکایا اور اس کی پاداش میں انھیں قید و بند' تہدید و تحقیر' استخفاف و تذلیل' غرض ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑے، مگر وہ لوگ اپنے اس اعتقاد سے باز نہ آئے اور بادشاہِ وقت ان کو اس سے روکنے میں قطعی ناکام رہا۔

جعفر بن امام علی النقیؑ نے اپنے بھائی کے ظاہری ترکے پر قبضہ کرنے کے بعد بڑی کوشش کی کہ اُن کی جگہ اب امام مجھے تسلیم کرلیا جائے، مگر اس کی امامت کسی نے قبول نہ کی۔ جب اس کی امامت کا کوئی معتقد نہ ہو سکا تو مجبوراً سلطانِ وقت کے پاس پہنچا اور اُس سے درخواست کی کہ میرے بھائی کے بعد آپ مجھے اُن کا عہدۂ امامت سپرد کر دیں۔

اس کام کے لیے بڑی بڑی رقمیں خرچ کیں، جن لوگوں کے لیے گمان ہوا کہ یہ سلطان کے مقربین میں سے ہیں انھیں ہموار کرنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جعفر بن امام علی النقیؑ کے متعلق اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جن کی تفصیل یہ کتاب برداشت نہ کر سکے گی، اس لیے چھوڑتا ہوں۔ وہ روایاتِ امامیہ اور عامّہ میں ہے اُن میں جنھیں تاریخ سے دلچسپی ہے بہت مشہور ہیں۔

(الارشاد شیخ مفید ج ۳۲۵ ص)

(۴) — امامِ عصرؑ نے آپؑ کی نمازِ جنازہ پڑھائی

ابوالادیان سے روایت ہے

اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کا خدمتگار تھا۔ آپؑ کے خطوط شہروں میں لیجایا کرتا تھا۔ چنانچہ آپؑ کی اس بیماری کے عالم میں جس کے اندر آپؑ نے انتقال فرمایا' میں حاضرِ خدمت ہوا۔

آپؑ نے کئی خطوط تحریر فرما کر میرے سپرد کیے اور فرمایا' انھیں مدائن لیجاؤ تم یہاں سے پندرہ دن غائب رہوگے، مگر جب پندرہویں دن یہاں واپس آؤگے تو سنوگے کہ میرے گھر سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہے اور میں تختۂ غسل پر ہوں۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آقا! اگر ایسا ہوا' تو پھر آپؑ کے بعد (امام) کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا' وہ ہوگا جو میرے ان خطوط کا جواب تم سے طلب کرے گا۔

میں نے عرض کیا' کچھ اور وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا' میرے بعد وہ امام ہوگا جو میری نمازِ جنازہ پڑھائے گا۔

میں نے عرض کیا' کچھ مزید وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا' میرے بعد وہ شخص امام ہوگا جو بتائے گا کہ تھیلی میں کتنی رقم ہے؟

اس کے بعد آپؑ کی ہیبت و رُعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ تھیلی میں کتنی رقم ہوگی؟ میں تمام خطوط لیکر مدائن پہونچا' وہاں سے ان خطوط کے جوابات لیکر پندرہویں دن سُرّمن رائے واپس آیا' تو وہی دیکھا جو آپؑ نے فرمایا تھا یعنی آپؑ کے گھر سے گریہ و زاری کی آوازیں بلند تھیں۔ اور آپؑ کے بھائی جعفر گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور شیعہ آپ کے گرد رسمِ تعزیت کے لیے جمع تھے۔

جب ہم سب گھر کے اندر پہونچے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی میت کو کفن پہنایا جا چکا ہے۔ جعفر آگے بڑھے کہ اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ جیسے ہی اُنھوں نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا' ویسے ہی اندر سے ایک کمسن صاحبزادے برآمد ہوئے (جن کا رنگ گندمی' سر کے گھونگھر والے بال' دانتوں کی ساخت تھی)، اُنھوں نے آکر جعفر بن امام علی النقیؑ کا دامن کھینچ [illegible]

متوجہ ہوئے اور فرمایا :

ہاں اے ابو ہاشم ، اللہ تعالیٰ نے ابو جعفر کے متعلق نیا حکم جاری فرمادیا ، اور اب اس کے بدلے ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام کو عہدۂ امامت سپرد کرنے کا حکم دے بالکل اسی طرح جیسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کے لیے امام موسیٰؑ کے متعلق نیا حکم جاری کر دیا تھا ، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تمھارا دل کہہ رہا ہے ، خواہ اہلِ باطل اس کو کتنا ہی ناپسند کریں ۔ مگر اب میرے بعد میرا جانشین میرا فرزند ابو محمدؑ (حسن عسکریؑ) ہے اس کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی اُمتِ مسلمہ کو ضرورت ہے اور الحمد للہ کہ اس کے پاس امت کا ج

(غیبۃ طوسی صـــ ۱۳۰)

- کتاب ارشاد میں بھی ابو ہاشم جعفری سے اسی کے مثل روایت ہے ۔

(الارشاد صـــ ۳۱۷)

⑦ ــــ نصِ آخر :

محمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے بعد میں بغرض تعزیت آپؑ کی خدمت میں ہوا اس وقت وہاں حضرت ابو محمد (امام حسن عسکری ؑ) علیہ السلام بھی تھے ۔ میں نے دیکھا آپؑ رو رہے ہیں جب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا اے بیٹا ! اللہ تعالیٰ نے تمھیں نیابت عطا فرمائی ہے اس لیے تم اس کا شکر ادا کرو ۔

(اعلام الوریٰ کافی جلد ۱ صـــ ۳۲۷ الارشاد صـــ ۳۱۵-۳۱۶)

⑧ ــــ نصِ آخر :

احمد بن محمد بن رجا صاحب ترک کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن (امام علی النقی علیہ السلام) نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا

(غیبۃ طوسی صـــ ۱۳۰)

⑨ ــــ نصِ آخر

احمد بن عیسیٰ علوی جو علی بن جعفر کی اولاد میں تھے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام صریا میں حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپؑ کو سلام کیا اتنے میں دیکھا کہ وہاں (آپؑ کے فرزند ابو جعفر اور ابو محمدؑ بھی آگئے ۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا تاکہ ابو جعفر کو سلام کروں ۔

حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام نے فرمایا ، یہ تمھارے امام نہیں ہیں ، امام سمجھ کر انھیں سلام نہ کرنا ، تمھارے امام تو (حضرت امام ابو محمد حسن عسکریؑ کی طرف اشارہ فرمایا) یہ ہیں ۔ (ان کو سلام کرو ۔)

(غیبۃ طوسی صـــ ۱۳۰)

⑩ ــــ نصِ آخر :

شاہویہ بن عبداللہ جلّاب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام سے ان کے فرزند ابو جعفر کے متعلق بہت سی ایسی باتیں سُنیں کہ جن سے گمان ہونے لگا کہ آپؑ کے بعد یہ امام ہوں گے ۔ مگر جب ابو جعفر کا انتقال ہو گیا تو مجھے بڑا قلق ہوا ۔ مجھے بڑی حیرانی تھی اور میں بڑے پس و پیش میں تھا کہ اس کے متعلق آپؑ کو خط لکھ کر دریافت کروں ، یا نہ کروں ۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آئندہ کیا ہوگا ۔

بالآخر میں نے آپؑ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپؑ دعا فرمائیں کہ حکومتِ وقت کی طرف سے میں اپنے غلاموں کے متعلق بڑا متفکر ہوں میری یہ فکر اور پریشانی دور ہو جائے ۔

آپؑ نے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے دعا کر دی ہے ، تمھارے غلام تمھیں واپس مل جائیں گے ۔ اس کے بعد خط کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ تمھارا ارادہ تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ " ابو جعفر کا تو انتقال ہو گیا ، اب آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین کون ہوگا "۔

اس کی تمھیں بڑی فکر ہے ۔ فکر کی کوئی بات نہیں ، اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہدایت کرنے کے بعد گمراہ نہیں ہونے دیتا ، اُن پر راہ نجات کو واضح کر دیتا ہے ۔ سنو ! میرے بعد تم لوگوں کے امام میرے فرزند ابو محمدؑ ہوں گے ۔ اُن کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی اِس امتِ مسلمہ کو ضرورت ہوگی اللہ جسے چاہتا ہے آگے بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے ہٹا دیتا ہے ۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ :

" ہم جس آیت کو بھی منسوخ کرتے یا محو کرتے ہیں ، اس سے بہتر یا اسی کے مثل دوسری آیت لا دیتے ہیں جو صاحبانِ عقل و ہوش کے لیے کافی اور واضح ہوتی ہے ۔

(غیبۃ طوسی صـــ ۱۳۱)

- ابن قولویہ نے کلینیؒ سے اُنھوں نے علی بن محمد سے اور اُنھوں نے اسحاق سے اسی کے مثل روایت کی ہے ۔

(کافی جلد ۱ صـــ ۳۲۸ ارشاد صـــ ۳۱۷)

(اعلام الوریٰ صـــ ۳۵۱)

⑪ ــــ نصِ آخر

یحییٰ بن یسار قنبری سے روایت ہے ۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام نے اپنی وفات سے چار ماہ قبل اپنے فرزند حضرت

میرے دل میں یہ آیت آتے ہی آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: جو کچھ تمھارے دل میں آیا وہ صحیح ہے "اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۔"

میں نے عرض کیا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ حجتِ خدا ہیں اس کی مخلوق میں۔

(مختار الخرائج ص ۲۳۹)

(۱۷) — (آیۃ) یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ کی تفسیر (علم ما فی الضمیر)

ابوہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام سے آیۂ . . .

"یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ" (سورۃ الرعد آیۃ ۳۹)

ترجمہ (اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اُم الکتاب ہے۔)

کی تفسیر پوچھی، اور کہا، اللہ اپنی کتاب سے اسی چیز کا نام تو مٹاتا ہے جو ہو چکی اور اسی چیز کا نام ثابت رکھتا ہے جو ابھی نہیں ہوئی ہے؟

یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہشام بن حکم اس قول کے خلاف ہے، کہ جب تک کوئی شے پیدا نہ ہو جائے، وہ اس کا علم نہیں رکھتا۔

میرے دل میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپؑ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اللہ جبار و حاکم و عالم ہے، وہ چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم رکھتا ہے۔

یہ سن کر میں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ حجتِ خدا ہیں۔ (آپؑ کو میرے دل کی بات کا علم ہو گیا۔)

(مختار الخرائج ص ۲۳۹)

(۱۸) — قرآن مجید مخلوق ہے (علم ما فی الضمیر)

ابوہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ میں سوچ رہا تھا کہ معلوم نہیں قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔۔؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابوہاشم! سنو، خدا خالق ہے اور اس کے سوا جتنی چیزیں ہیں وہ سب مخلوق ہیں۔

(مناقب جلد ۴ ص ۴۳۶)

آپ کے خطوط

(۱۹) — اہلِ قم و اہلِ آبہ کے نام

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام

نے اہلِ قم اور اہلِ آبہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت کرم و احسان ہے کہ اُس نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور تم لوگوں کو اُن کے قبول کرنے کی توفیق اور آن سے ہدایت حاصل کرنے کا شرف دیا، اور تمھارے گذشتہ و موجودہ اسلاف رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی طویل عمریں اللہ کی اطاعت میں بسر کیں۔ اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے عترتِ طاہرہ ہادیہ کی محبت کی شجرکاری کی اور اسی راہِ صدق و صواب پر چلتے ہوئے ان میں بہت سے راہیِ عدم ہوئے اور اس مقام پر پہونچے جہاں فائز المرام لوگ پہونچتے ہیں، اور وہاں انھیں اُن کے نیک اعمال کا پھل ملا۔

اس کے بعد مسلسل ہم لوگوں کے ارادے مستحکم ہوتے گئے، ہمارے دلوں کو تم لوگوں کے نیک خیالات سے سکون ملتا رہا۔ نیز ہمارے اور تمھارے درمیان ملی اور گہری ہوتی قرابتیں قوی ہو گئیں اس لیے کہ ہمارے اور تمھارے اسلاف و بزرگ اس کی وصیت اور اس کی ہدایت کر گئے تھے۔ چنانچہ یہ اعتقاد مسلسل پختہ اور کامل ہوتا گیا۔ اور آج جو اللہ نے ہمارے درمیان یہ قرب ہمدردی اور مواسات پیدا کی ہے یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ عالم (حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام) کا ارشاد ہے "ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسے ایک ماں باپ سے دو سگے بھائی پیدا ہوتے ہیں۔

(مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۲۵)

(۲۰) — علی بن حسین بن بابویہ قمی کے نام

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے علی ابن الحسین بن بابویہ قمیؒ کو یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد کرتا ہوں [illegible] صاحبانِ تقویٰ کا ہے۔ جنت موحدین کے لیے ہے۔ جہنم ملحدین کے لیے ہے۔ اور [illegible] اور کسی پر سزا میں زیادتی نہ ہوگی۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ [illegible] بہترین مخلوق محمدؐ اور اُن کی عترتِ طا[illegible]

تم پر لازم ہے کہ صبر سے کام لو اور عہدِ فرج و کشادگی کا انتظار کرو۔ اور اب جب تک میرا فرزند ظہور نہ کرے گا، جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بشارت دی ہے کہ وہ زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس وقت تک ہمارے شیعہ مسلسل محزون رہیں گے۔

لہٰذا اے میرے شیخ! اے ابوالحسن علی! ہمارے تمام شیعوں کو صبر کی ہدایت کر دو، اس لیے کہ یہ زمین خدا کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنائے اور نیک انجام متقی اور پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر میری طرف سے سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں اور درود ہو محمدؐ اور ان کی آل پر۔

(مناقب ص ۴۲۶-۴۲۵)

(۲۱) — قاسم بن علاءؒ کے نام

علی بن محمد بن قتیبہ نے احمد بن ابراہیم مراغی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط قاسم بن علاء کے پاس آیا جس میں ابن ہلال پر لعن مرقوم تھا۔

اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپؑ نے عراق کے اندر اپنے وکیلوں کو تحریر فرمایا کہ اس بناوٹی اور مصنوعی صوفی سے بچ کر رہنا۔

اور احمد بن ہلال کا حال یہ تھا کہ وہ چون۵۴ حج کر چکا تھا جن میں سے بیس۲۰ حج اس نے پاپیادہ کیے تھے۔ عراقی راویانِ حدیث بھی اس سے ملاقات کرتے اور اس کی بیان کردہ حدیث کو لکھ لیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق جب مندرجۂ بالا تحریر پہونچی تو لوگوں کو تعجب ہوا۔ اور قاسم بن علاءؒ پر زور ڈالا کہ ابنِ ہلال کے متعلق امامؑ سے پھر رجوع کریں۔

انھوں نے آپؑ سے دریافت کیا۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس مصنوعی صوفی، ابنِ ہلال کے متعلق میرا حکم تم کو پہونچ چکا ہے، میں اس کو پہلے ہی سے جانتا ہوں، اللہ نہ اس پر رحم کرے گا اور نہ اس کے گناہوں کو معاف کرے گا، نہ اس کو عذاب سے رہائی دے گا۔ وہ ہماری اجازت اور مرضی کے بغیر ہمارے معاملات میں دخیل ہوتا، اور اپنی رائے چلاتا ہے۔ ہم نے اس پر صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری بددعا سے اللہ نے اس کی عمر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

اور اللہ اس پر رحم نہ کرے، میں نے تو اس کی زندگی میں ہی اپنے دوستداروں کے ایک گروہ کو اس کے متعلق بتا دیا تھا، اور یہ کہہ دیا تھا کہ یہ بات وہ ہمارے مخلص دوستداروں کو بھی بتا دیں، اور ہم ابنِ ہلال سے (اللہ اس پر رحم نہ کرے) اللہ کی بارگاہ میں اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں جو ابنِ ہلال سے برأت کا اظہار نہ کرے۔

جو بات ہم نے تم کو اس فاجر (ابنِ ہلال) کے متعلق بتائی ہے وہ تم اسحاق اور اس کے اہلِ خاندان کو بھی بتا دو۔ بلکہ ہر اس شخص کو بتاؤ جو تم سے ابنِ ہلال کے متعلق دریافت کرے خواہ وہ اس کے اہلِ شہر ہوں خواہ باہر کے۔ نیز ان لوگوں کو بھی جنھیں تم مطلع کرنے کا اہل سمجھو۔ نیز ہمارے دوستداروں کو ان لوگوں کی باتوں پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں جن کے متعلق انھیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے نزدیک مُوَثَّق ہیں۔ ہم اپنے اسرار ان کو تفویض کرتے ہیں اور وہ اسرار ہمارے دوستداروں تک پہونچاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اس کے متعلق پھر بتائیں گے۔

ابوحامد کا بیان ہے کہ اس کے باوجود ایک گروہ امام علیہ السلام کی تحریر سے انکار پر اڑا رہا، اور انھوں نے خود اس کے متعلق آپؑ سے رجوع کیا۔

آپؑ نے تحریر فرمایا: اس شخص کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس کے دل کو اللہ ہدایت کے بعد گمراہ ہونے کے لیے نہیں چھوڑتا اور اسے نعمت ہمیشہ کے لیے دیتا ہے عارضی طور پر نہیں دیتا۔ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ دہقان (اللہ اس پر لعنت کرے) کا، باوجود خدمت اور طویل صحبت، کیا انجام ہوا۔ اس کے کرتوت کی وجہ سے اللہ نے اس کے ایمان کو کفر سے بدل دیا، اس کو مزید مہلت نہ دی، فوراً مبتلائے عذاب کیا۔ (رجال کشی ص ۴۴۹)

(۲۲) — اسحاق بن اسماعیل کے نام ایک طویل خط

نیشاپور کے بعض ثقات نے بیان کیا ہے کہ اسحاق بن اسماعیل کے نام حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا جس میں تحریر تھا کہ اے اسحاق بن اسماعیل! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں دونوں کو اپنے دامنِ رحمت کے زیرِ سایہ رکھے اور اپنی قدرت سے تمھارے جمیع امور میں تمھاری مدد کرے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے تمھارا خط کاشف بافیہ ہوا۔ واضح ہو کہ ہم لوگ بحمد اللہ اس کے کرم سے اہلِ بیت سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے دوستداروں پر بہت مہربان ہیں اور جب سنتے ہیں کہ ان پر اللہ کا فضل و کرم مسلسل ہو رہا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جو نعمتیں اللہ انھیں دیتا ہے، ان کو شمار کرتے رہتے ہیں۔

تم لوگ اور وہ لوگ جو تمھارے جیسے ہیں جن پر اللہ نے رحم کیا ہے تمھاری جیسی بصیرت رکھتے ہیں، باطل سے کنارہ کش ہیں، نافرمانی اور سرکشی میں اندھے نہیں ہو رہے ہیں، ان پر در حقیقت اللہ نے نعمت تمام کر دی ہے اس لیے کہ تمام نعمت جنت میں داخل ہوتا ہے اور ہر نعمت خواہ وہ بڑی ہو

صدق وصلاح، ورع، تقویٰ ونیکی میں بہت مشہور تھا جس کو لوگ بورق بوشنجانی کے نام سے
یاد کرتے تھے۔ بوشنجان، ہرات کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔ الغرض ارادہ ہوا کہ اُس سے
ملاقات کروں تاکہ عہدِ محبت تازہ ہو جائے۔

میں اس کے پاس پہونچا تو وہاں فضل بن شاذان کا ذکر آیا، تو بورق نے بتایا کہ
فضل بن شاذان پیٹ کے شدید مرض میں مبتلا تھا، شب میں قضائے حاجت کے لیے سو ڈیڑھ سو
مرتبہ اٹھتا تھا۔

بورق نے یہ بھی بتایا کہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا تو محمد بن عیسیٰ عبیدی سے بھی جا کر
دیکھا کہ ساری کیفیت جسے میں دیکھ گیا تھا دور ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا، اب کیا خبر ہے؟

انھوں نے بتایا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام قید سے رہا ہو گئے۔

بورق کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے سر من رائے آیا، میرے پاس روز و شب
کے اعمال کی ایک کتاب تھی، میں اسے لیکر حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، میں آپ پر فدا ذرا اس کتاب پر نظر ڈالیں۔

آپ نے اس کتاب کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک ورق دیکھا، اور فرمایا۔ یہ صحیح ہے
مناسب ہے کہ اس کے مطابق اعمال بجا لائے جائیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! فضل بن شاذان شدید بیمار ہے لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ
یہ کہتا تھا کہ ابراہیم کے وصی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی سے بہتر تھے۔ اس لیے
آپ نے اس کے لیے بددعاء کر دی، یہ اسی بددعاء کا اثر ہے، حالانکہ، میں آپ پر قربان، یہ بات
اُس نے ہرگز نہیں کہی۔ یہ اس پر لوگ جھوٹ اور اتہام لگاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا، ہاں، واقعاً جھوٹ و اتہام لگاتے ہیں۔ اللہ فضل پر رحم کرے
اللہ فضل پر رحم کرے۔

بورق کا بیان ہے کہ میں وہاں سے واپس ہوا تو معلوم کہ فضل اُن ہی دنوں میں مر گیا
جن دنوں میں آپ نے فرمایا تھا کہ "اللہ فضل پر رحم کرے۔" (رجال کشی ص ۴۵۱)

دیگر • سیف بن لیث سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ جب میں مصر سے چلا تو اپنے
ایک لڑکے کو علیل چھوڑ چلا تھا۔ میرا ایک اور لڑکا جو سن میں اس بیمار لڑکے سے بڑا تھا، میرا وصی
اور میرے اہل وعیال وجائیداد کا نگراں تھا، صحت مند اور تندرست تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد
امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا، اور اپنے بیمار لڑکے کی صحت کے لیے دعاء کی درخواست کی۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تمہارا چھوٹا لڑکا اچھا ہو گیا، مگر بڑا لڑکا مر گیا جو تمہارا
وصی اور تمہارے گھر کا نگراں تھا۔ اس پر جزع فزع نہ کرنا، صبر وضبط سے کام لینا ورنہ تمہارا
ثواب حبط ہو جائے گا۔

پھر میرے گھر سے خط آیا کہ تمہارا چھوٹا لڑکا بیماری سے صحتیاب ہو گیا، مگر بڑا لڑکا
اُس دن مرا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط تحریر فرمایا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۳۰۴)

مناقب میں بھی سیف کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد ۴ ص ۴۳۳)

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۹)

دیگر • دلائلِ حمیری میں محمد بن حمزہ سروری سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہاشم
داؤد بن قاسم کے ہاتھ جس سے میرا بھائی چارہ تھا، ایک خط حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ کی
خدمت میں روانہ کیا، اور اس میں التجا کی کہ آپ دعاء فرمائیں، اللہ مجھے پھر سے غنی کر دے میں مفلس ہو گیا
ہوں۔ (تاکہ میرے حالات بہتر ہو جائیں)

آپ نے اسی کے ہاتھ میرے خط کا جواب روانہ فرمایا کہ لے! اللہ نے تجھے پھر غنی
کر دیا، تیرا چچا زاد بھائی یحییٰ بن حمزہ نے وفات پائی اور ایک لاکھ درہم چھوڑ گیا۔ یہ رقم عنقریب
تیرے پاس پہونچنے والی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کر، اب فضول خرچی چھوڑ، اعتدال سے خرچ کر۔

اس کے بعد حرّان سے ایک شخص ایک لاکھ درہم کی ہنڈی لیکر آیا، اور اس سے معلوم
ہوا کہ میرا چچا زاد بھائی اُس روز مرا جس روز ابو ہاشم میرے مولا سے میرے خط کا جواب لیکر واپس ہوا
تھا۔ بہر حال جیسا کہ مولا نے فرمایا تھا، میرا فقر دور ہوا اور میں پھر غنی ہو گیا۔ اس میں سے میں حقِ اللہ تم
نکالدیا، کچھ اپنے بھائیوں کی مدد کی، پھر ہاتھ روک لیا۔ جیسا کہ مولا کا حکم تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے میں
بڑا فضول خرچ تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۳۰۴)

دیگر • حجاج بن سفیان عبدی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں اپنے لڑکے کو بصرہ میں
علیل چھوڑ کر آیا تھا۔ اس لیے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور آپ سے طالبِ
دعاء بھی ہوا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اگر تمہارا لڑکا مومن تھا تو اللہ اُس پر رحم کرے۔

حجاج کا بیان ہے کہ اس کے بعد بصرہ سے خط آیا کہ میرا لڑکا اُسی روز مرا جس دن حضرت
ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا تھا۔ اور واقعاً میرا لڑکا شیعوں میں اختلاف کی بناء پر آپ کی
امامت میں شک کرنے لگا تھا۔ (مختار الخرائج ص ۲۱۵)

• کشف الغمہ میں دلائلِ حمیری سے حجاج کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ ص ۳۰۱)

چھپانا۔ ہاں جو لوگ تمھارے مخالفین میں سے ہیں اُن کو دکھانے کی ضرورت نہیں، اِن موتیوں کو خنازیر کے پیروں تلے نہ بکھیر دینا اُن میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

میں نے تمھارے اس خط میں وصولیابی بھی لکھ دی ہے اور تمھارے لیے اور جس کے لیے تم نے دعا کی درخواست کی تھی، اس کے لیے دعا بھی کردی ہے۔ ہم نے سعید کو اُس کے مسائل کے جوابات بھی دیدیے ہیں، مگر حق کو چھوڑنے کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے۔ تم اپنے شہر سے اس وقت تک ہرگز باہر نہ جانا جبتک کہ عمری سے ملاقات نہ کرلو تاکہ تم دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف ہوجائے۔ وہ ایک طاہر، امین اور پاکدامن شخص ہیں جو ہمارے مقرب ہیں۔ اطراف و جوانب سے جو تدر و تحفے وغیرہ ہمارے لیے آئیں وہ بالآخران تک پہونچنا چاہیے تاکہ وہ ہم تک پہونچادیں، اور اللہ کی بہت بہت حمد۔

اے اسحاق! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی رحمت کے دامن میں چھپائے رکھے۔ تمھارے تمام امور میں اپنی قدرت سے تمھاری مدد کرے۔ تم پر اور میرے تمام دوستداروں پر میرا سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔ اور درود وسلام ہمارے سید و سردار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(رجال کشی ص ۴۸۵-۴۸۱)

(۲۳) — سادات کا احترام ضروری ہے

حسن بن محمد قمی نے اپنی کتاب "تاریخ قم" میں تحریر کیا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے قم کے بزرگوں سے سنا ہے کہ حسین بن حسن بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام قم میں رہتے تھے اور علانیہ شراب نوشی کرتے تھے۔ ایک دن وہ کسی کام کے لیے احمد بن اسحاق وزیر اوقاف قم کے دروازے پر پہونچے لیکن انھیں ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ محزون و مغموم اپنے گھر واپس آئے۔

اس کے بعد احمد بن اسحاق حج کے ارادے سے نکلے۔ جب سُرّ من رائے پہونچے تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ آپؑ نے اجازت نہ دی۔ احمد بن اسحاق دیر تک وہیں کھڑے روتے اور گڑگڑاتے رہے۔ بالآخر آپؑ نے انھیں اجازت دیدی۔

جب اندر داخل ہوئے تو عرض کیا، فرزند رسولؐ! میں تو آپؑ کے شیعوں اور دوستداروں میں سے ہوں، آپؑ نے مجھے حاضرِ خدمت ہونے سے کیوں منع فرمادیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا، اس لیے کہ تم نے میرے ابن عم کو اپنے دروازے سے بھگادیا تھا۔

یہ سن کر احمد بن اسحاق رونے لگے اور حلف کے ساتھ کہا کہ میں نے تو صرف اس لیے داخلے کی اجازت نہیں دی تھی تاکہ وہ شراب نوشی سے توبہ کرلیں۔

آپؑ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو مگر تم پر لازم ہے کہ ان لوگوں کا اکرام و احترام کرو، ان کی تحقیر و توہین نہ کرو، اس لیے کہ یہ سب ہماری طرف منسوب ہیں، ورنہ تم خائب و خاسر رہوگے۔

الغرض جب احمد بن اسحاق حج سے قم واپس آئے تو اشرافِ قم اُن سے ملنے کے لیے آئے اور ان کے ساتھ حسین بن حسن بھی تھے۔ جب احمد نے انھیں آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اٹھ کر اُن کی طرف دوڑے، اُن کا استقبال کیا اور بہت عزت و احترام کے ساتھ انھیں صدرِ مجلس میں بٹھایا۔

حسین بن حسن کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور اس کا سبب پوچھا۔

احمد نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور اُن کے درمیان جو کچھ ہوا تھا وہ بیان کردیا۔

حسین بن حسن نے جب یہ سُنا تو اپنے افعالِ قبیحہ پر بہت نادم ہوئے، اس سے توبہ کرلی، اپنے گھر واپس آئے جتنی شرابیں تھیں سب پھینک دیں۔ اس کے سارے برتن توڑ دیے اور صاحبانِ تقویٰ و پرہیزگاری، اور صلحاء و عبّاد کی صفوں میں شمار ہونے لگے۔ انھوں نے مسجد اختیار کرلی، اعتکاف میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ وفات پائی اور حضرت فاطمہ (معصومۂ قم) کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

(تاریخ قم)

۷ — حکمِ تقیہ

محمد بن عبدالعزیز بلخی کا بیان ہے کہ میں ایک دن صبح کو اُٹھا اور جا کر شارعِ غنم پر بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربارِ عام میں جانے کے لیے اپنے گھر سے آتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں باآوازِ بلند پکار کر یہ کہوں کہ لوگو! یہ حجتِ خدا ہیں انھیں پہچانو۔ تو کیا یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے ؟

مگر جب آپؑ میرے قریب آئے تو آپؑ نے اپنے کلمہ کی انگلی اپنے لبوں پر رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔

پھر میں نے شب کے وقت آپؑ کو خواب میں دیکھا کہ آپؑ فرما رہے ہیں کہ اس وقت دو ہی صورتیں تھیں، یا اپنے اعتقاد کو چھپائے رکھنا یا قتل ہو جانا۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اپنی جان بچاؤ۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۰۲)

- مختار الخرائج میں بھی محمد بن عبدالعزیز کی یہی روایت مرقوم ہے (مختار الخرائج ص ۲۱۵)

۸ — جائز نفع؟ (مسئلہ خرید و فروخت)

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حجاج بن سفیان عبدی کو اپنے ساتھ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ع کی خدمت میں لے گیا۔ اُس نے آپؑ سے خرید و فروخت کے مسائل دریافت کیے اور کہا جب میں لوگوں کے ہاتھ کوئی شے فروخت کرتا ہوں تو کبھی کبھی قیمت اتنی گھٹا دیتا ہوں کہ اصل قیمت کے برابر ہو جاتی ہے

آپؑ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں، اگر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی فروخت کی جائے تب بھی صحیح ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا، پھر یہ تو سود خوروں کے مشابہ ہو گیا۔

میرے ذہن میں یہ بات آئی ہی تھی کہ آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، وہ حرام نفع اور ہے جو تمہارے ذہن میں ہے۔ اگر نفع حد سے زیادہ ہو اور اسے گھٹا کر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی دی جائے تو حرج نہیں ہے۔ (مختار الخرائج ص ۲۳۹)

۹ — تعویذ برائے نوبتی بخار

حسن بن ظریف سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ دو مسئلے میرے دل میں

خلجان برپا کیے ہوئے تھے۔ ارادہ ہوا کہ بذریعہ خط اس کے متعلق حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے معلوم کروں۔ لہٰذا میں نے خط لکھا اور آپؑ سے دریافت کیا۔ یہ فرمائیں کہ جب حضرت قائم آلِ محمدؑ ظہور فرمائیں گے تو وہ اجلاس کہاں کریں گے اور مقدمات کے فیصلوں کی بنیاد کس پر رکھیں گے ؟

اور یہ بھی ارادہ تھا کہ باری کے ساتھ چڑھنے والے چوتھے روز کے بخار کے لیے کوئی تعویذ آپؑ سے مانگوں گا۔ مگر اس بخار کے متعلق میں اپنے خط میں لکھنا بھول گیا۔ اور خط روانہ کر دیا۔

وہاں سے جواب آیا کہ تم نے حضرت قائم آلِ محمدؑ کے متعلق دریافت کیا ہے۔ تو وہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم کی بنیاد کریں گے۔ طرفین سے دلیل و گواہ نہیں طلب کریں گے۔

نیز تمہارا ارادہ یہ تھا کہ چوتھیا بخار کے لیے کوئی تعویذ مانگو۔ مگر تم لکھنا بھول گئے خیر کوئی بات نہیں جس کو چوتھیا بخار آ رہا ہو اس کے گلے میں ایک پرچہ پر یہ آیت لکھ کر لٹکا دو

"یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ"

میں نے یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر مریض کے گلے میں لٹکا دی اور وہ اچھا ہو گیا۔

(مناقب جلد ۴ ص ۴۳۱، مختار الخرائج)

- اعلام الوریٰ۔ ارشاد اور کافی میں حسن بن ظریف کی یہی روایت مرقوم ہے

(اعلام الوریٰ ص ۳۵۷، ارشاد ص ۳۲۳، کافی جلد ۱ ص ۵۰۹)

۱۰ — تم لوگ ہمت کرو دشمن کیلئے کافی

علی بن حسین بن فضل سے روایت ہے کہ اُن کا بیان ہے کہ آلِ جعفر طیار میں سے ایک جعفری پر ایک خلقِ کثیر نے یلغار کر دی۔ اُس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا۔

آپؑ نے جواب میں تحریر کیا انشاء اللہ تم لوگ اُن کے لیے کافی ہو فکر نہ کرو۔

مخالف مجمع میں ہزار سے زیادہ تھا۔ یہ لوگ ایک ہزار سے بھی کم تھے ہمت کر کے مقابلے پر نکلے اور سب کا استیصال کر دیا۔

۱۱ — لوگوں کے تین طبقے ہیں

قاسم ہروی سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ...

چنانچہ جعفر اپنا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور اُن صاحبزادے نے آگے کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھائی، اور آپؑ کے پدرِ بزرگوار کے پہلو میں آپؑ کو دفن کر دیا گیا۔

تدفین سے فارغ ہونے کے بعد ان صاحبزادے نے فرمایا "اے بصری! میرے والدِ بزرگوار کے خطوط کے جوابات جو تمھارے پاس ہیں مجھے دکھاؤ۔

میں نے وہ اُنؑ کے حوالے کیے اور دل میں کہا، یہ دو باتیں تو ہوگئیں اب صرف ہمیان (تھیلی) کی بات رہ گئی۔

اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر جعفر کے پاس آیا۔ وہ لمبی لمبی آہیں بھر رہے تھے۔ حاجز وشاء نے ان سے پوچھا، جنابِ عالی! یہ صاحبزادے کون تھے؟ جنھوں نے نمازِ جنازہ میں امامت فرمائی۔؟

جعفر نے جواب دیا، واللہ، نہ میں نے اُن کو کبھی دیکھا تھا اور نہ انھیں پہچانتا ہوں۔

ابھی ہم لوگ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ قم سے کچھ لوگ آئے اُنھوں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خیریت دریافت کی۔ انھیں بتایا گیا کہ آپؑ کا انتقال ہو گیا۔

اُنھوں نے پوچھا، پھر آپؑ کے بعد (امام) کون ہے؟

لوگوں نے جعفر بن علی النقیؑ کی طرف اشارہ کیا۔

اُن لوگوں نے اُنھیں سلام کیا، اور رسمِ تعزیت ادا کی اور کہا، ہمارے پاس کچھ خطوط اور رقوم ہیں، آپ بتائیں کہ یہ کن کے خطوط ہیں اور کتنی رقوم ہیں؟

یہ سن کر وہ دامن سمیٹتے ہوئے اُٹھے اور بولے، اب لوگ چاہتے ہیں کہ میں انھیں غیب کی بھی باتیں بتاؤں۔

اتنے میں ایک خادم اندر سے برآمد ہوا اور بولا، تم لوگوں کے پاس فلاں فلاں کے خطوط ہیں اور ایک تھیلی ہے جس میں ایک ہزار دینار ہیں جن میں سے دس دیناروں کے نقوش مٹے ہوئے ہیں۔

اُنھوں نے وہ خطوط اور رقم خادم کے حوالہ کی اور کہا جس نے تجھے اس کے لیے بھیجا ہے واقعتاً وہی امامِ عصرؑ ہے۔

اس کے بعد جعفر بن امام علی النقیؑ، معتمد کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔

معتمد نے فوراً اپنے خدام روانہ کیے، اُنھوں نے آکر صیقل کنیز کو گرفتار کیا اور اس سے اُن صاحبزادے کا مطالبہ کیا۔

صیقل نے انکار کیا، اور کہا کہ میرے پاس کوئی صاحبزادہ نہیں ہے ابھی تو میں حاملہ ہوں۔

چنانچہ صیقل کو ابنِ ابی شوارب کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ اسی اثناء میں ان [illegible] عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی موت کا حادثہ پیش آگیا۔ ادھر بصرہ سے صاحب زنج نے خروج کیا اس پریشانی میں وہ لوگ صیقل کنیز سے غافل ہو گئے۔ اور خدائے رب العالمین لاشریک لہٗ کا شکر کہ وہ ان لوگوں کی قید سے نکل بھاگی۔ (کمال الدین ص ۱۵۲-۱۵۰)

"علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مضمون کی چند روایات حضرتِ امام قائمؑ سے ملاقات کرنے والوں کے باب میں بھی تحریر کی ہیں، جو انشاء اللہ دوسری جلدوں میں ہدیۂ ناظرین کی جائیں گی۔"

⑤ آپؑ کی وفات پر حکومتِ وقت کا ردِ عمل

احمد بن عبید اللہ کا بیان ہے جب حضرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام بیمار ہوئے تو میرے والد کے پاس آدمی آیا کہ ابن رضا (یعنی امام حسن عسکری) علیہ السلام بیمار ہیں میرے والد سوار ہو کر فوراً دار الخلافہ پہونچے اور وہاں سے بہت جلد واپس ہوئے، ان کے ساتھ امیر المومنین کے خاص اور باوثوق پانچ خدام تھے جن میں ایک نحریر بھی تھا، آتے ہی میرے والد نے حکم دیا کہ یہ سب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان پر رہیں اور ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں۔ پھر چند اطباء کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ آکر صبح وشام انھیں دیکھتے رہیں۔

دو دن گذر جانے کے بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ آپؑ پر ضعف طاری ہے صبح ہوتے ہی میرے والد آپؑ کے گھر پہونچے، اطباء کو حکم دیا کہ مسلسل یہاں رہیں۔ قاضی القضاۃ کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے بُلا کر کہا کہ اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص ایسے چُن کر لائے جن کے دین وامانت وزہد وتقویٰ پر اُسے کامل بھروسہ ہو۔

پھر اُن دس آدمیوں کو بھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر بھیج دیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ دن رات وہیں موجود رہیں۔

چنانچہ یہ تمام لوگ مسلسل وہیں رہے یہاں تک کہ سنہ ۲۶۰ھ میں ماہِ ربیع الاول کے چند دن گذرنے کے بعد آپؑ نے وفات پائی، سارے سُر من رائے میں ایک کہرام مچ گیا کہ ہائے ابن رضاؑ نے انتقال فرمایا۔

ادھر سلطان (حاکم) نے فوراً چند آدمی بھیجے کہ جاکر آپؑ کے مکان اور حجروں کی تلاشی لو اور جو چیز بھی ہے اس کو سر بمہر کر دو، اور اُن کے فرزند کو تلاش کرو۔ کچھ عورتیں آئیں۔ اُنھوں نے اندر جاکر آپؑ کی کنیزوں کو دیکھا کہ اُن میں کوئی حاملہ

(۱) — اپنے کام سے کام رکھو

ابو ہاشم جعفری نے داؤد بن اسود سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے مولا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلایا، ایک لمبی گول لکڑی دی جیسے دروازے کی چوکھٹ ہو۔

پھر فرمایا، اسے لیجاؤ، عمری کو دے آؤ۔

میں لیکر چلا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ میرے سامنے ایک سقا، اپنے خچر کے ساتھ آگیا۔ خچر مجھ پر چڑھا آرہا تھا۔

سقے نے آواز دی کہ خچر سے بچو ہٹو۔

میں نے وہی لکڑی جو میرے پاس تھی اٹھائی اور خچر کو ماردی وہ لکڑی پھٹ گئی میں نے غور سے دیکھا تو اس لکڑی میں کچھ تحریریں تھیں۔ میں نے جلدی جلدی لکڑی کو اپنے دامن میں سمیٹا اور وہ سقا، پکار پکار کر مجھے اور میرے مالک کو گالیاں دیتا رہا۔

جب میں یہ سب سمیٹے ہوئے آپؑ کے گھر پہونچا تو عیسیٰ خادم مجھے دوسرے دروازے پر ملا، اور بولا۔ آقا کہتے ہیں کہ تم نے خچر کو کیوں مارا جس سے لکڑی ٹوٹ گئی۔ ؟

میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس لکڑی میں کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا؛ تم نے ایسا کام ہی کیوں کیا جس کی تمھیں معذرت کرنی پڑی۔ دیکھو! اب ایسا نہ کرنا۔ اور یاد رکھو! جب سنو کہ کوئی ہمیں گالی دے رہا ہے تو تم وہاں سے اپنا راستہ ہی بدل دو، اور جہاں تمھیں بھیجا گیا ہے وہاں جاؤ۔ جو ہمیں گالی دے رہا ہو، اُس سے دست وگریبان نہ ہو، اور اُسے یہ نہ بتاؤ کہ تم کون ہو، اس لیے کہ ہم ایک بُرے شہر اور بُری آبادی میں ہیں۔ اچھا اب جہاں جا رہے تھے جاؤ اور یہ جان لو کہ تمھاری خبریں اور تمھارے حالات سب ہمارے سامنے پیش ہوا کرتے ہیں۔

(مناقب جلد ۴ صـ ۴۲۷ - ۴۲۸)

(۲) — واقفیوں سے ترکِ موالات کرو

احمد بن محمد بن مطہر نے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ اہلِ جبل میں سے ہمارے بعض اصحاب نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حضرت امام موسیٰؑ بن جعفر صادقؑ کی امامت پر آکر توقف کرتا تھا (یعنی اُن کے بعد کے ائمہؑ کا قائل نہ تھا) کہ کیا اس سے تولّا رکھا جائے یا اس سے تبرّا کیا جائے ؟

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ کیا تم اپنے چچا کے لیے رحمت کی دعاء کرو گے ؟ اللہ تمھارے چچا پر رحم نہ کرے گا، اس سے تبرّا کرو، میں ان (واقفیوں) سے بَری ہوں ان سے میل ملاپ نہ رکھو، ان کے بیماروں کی عیادت کو نہ جاؤ، ان کے جنازوں میں شریک نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو ان کی نمازِ جنازہ کبھی نہ پڑھو۔ خواہ ان میں سے کوئی ایسا ہو جو ایسے امام سے انکار کرتا ہو جس کی امامت اللہ کی جانب سے ہے، یا اماموں کی فہرست میں کسی ایسے امام کا اضافہ کرے جو من جانب اللہ امام نہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ سے انکار کرے یا اس کو تین میں سے ایک سمجھے، دونوں برابر ہے۔

یاد رہے کہ جس نے ہمارے آخری کی امامت سے انکار کیا، اس نے گویا پہلے کی امامت سے بھی انکار کر دیا، اور جس نے ہم ائمہ کے ساتھ کسی اور کا اضافہ کیا وہ گویا ہم سب کی امامت کا منکر ہے۔

اور وہ سائل نہیں جانتا تھا کہ اُس کا چچا بھی واقفیوں میں سے تھا۔ آپؑ کے اس خط سے اس کو معلوم ہوا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صـ ۳۱۲)

(۳) — انگلی کے اشارے سے ہدایت

کتاب الدلائل میں محمد بن ربیع شیبانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مقام اہواز میں مجھ سے اور ایک مردِ ثنویہ سے مناظرہ ہوا۔ اس کے بعد میں سر من رائے آیا مگر میرے دل میں اس مردِ ثنویہ کی کچھ باتیں کھٹک رہی تھیں، میں احمد بن خضیب کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربارِ عام سے نکل کر ادھر سے گذرے آپؑ نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگشتِ سبابہ (کلمے کی انگلی) سے اشارہ کیا کہ "ایک" ایک، یعنی اللہ کو ایک سمجھو، میں (یہ دیکھ کر) غش کھا کر گر پڑا

(۱) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد

صقر بن دلف سے روایت [illegible]

اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر امام محمد تقی ابن حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بعد میرا فرزند علی النقی امام ہوگا، اس کا قول میرا قول اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہوگی، اور اس کے بعد اس کا فرزند حسنؑ امام ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ ص [illegible])

(۲) حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی نص

کتاب کمال الدین امالی شیخ [illegible]

اور کتاب التوحید میں مرقوم ہے کہ عبدالعظیم بن عبداللہ نے حضرت امام علی النقی علیہ السلام ابن امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا، میرے بعد میرا فرزند حسنؑ، امام [illegible] مگر اس کے بعد لوگوں کا حال عجیب ہوگا۔ (کمال الدین جلد ۲ ص ۵۱)

(۳) نصِ آخر :

صقر بن دلف سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ [illegible] نے حضرت امام علی النقی ابنِ حضرت امام محمد تقیؑ ابنِ امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بعد میرا فرزند حسنؑ امام ہوگا اور حسنؑ کے بعد اس کا فرزند قائمؑ امام ہوگا جو [illegible] کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جیسے اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(کمال الدین جلد ۲ ص ۵۵)

- کفایۃ الاثر میں بھی علی بن ابراہیم سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (کفایۃ الاثر ص ۲۲۶)

(۴) نصِ آخر :

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن صاحبِ عسکر (امام علی النقی ع) کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرا جانشین میرے بعد میرا فرزند حسنؑ ہوگا، مگر میرے اس جانشین کے بعد جب اس کے جانشین کا زمانہ آئے گا اُس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا ؟

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، کیوں ؟

آپؑ نے فرمایا، اس لیے کہ تم لوگ اُس کی ذات کو نہ دیکھ سکو گے، اور نہ اُس کا نام لے کر اُس کا ذکر کرنا تم لوگوں کے لیے جائز سمجھا جائے گا۔

میں نے عرض کیا، پھر اُن کا ذکر ہم لوگ کیسے کریں گے ؟

آپؑ نے فرمایا، تم لوگ کہنا " الحجۃ من آل محمد علیہم السلام "

(کمال الدین جلد ۲ ص ۳۶۲)

- کتاب غیبۃ طوسیؒ میں سعد سے اسی کے مثل روایت ہے (غیبۃ طوسیؒ ص ۱۳۱)
- کتاب الارشاد میں محمد بن احمد علوی سے اسی کے مثل روایت ہے (الارشاد ص ۳۱۷)
- اعلام الوریٰ میں بھی محمد بن احمد علوی سے اسی کے مثل روایت ہے (اعلام الوریٰ ص ۳۵۲، ۳۹۱)

(۵) نصِ آخر :

علی بن عبداللہ بن مروان انباری کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابوجعفر کا انتقال ہوا، میں وہاں موجود تھا چنانچہ جب وہاں امام علی النقی علیہ السلام تشریف لائے تو آپؑ کے لیے کرسی رکھ دی گئی۔ آپؑ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابومحمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام آپؑ کے پہلو میں کھڑے تھے۔ جب آپؑ ابوجعفر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو حضرت ابومحمد سے فرمایا:

اے فرزند ! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے عہدۂ امامت تمہارے لیے قرار دیدیا۔

(بصائر الدرجات ص ۴۷۳)

- اعلام الوریٰ میں معلّیٰ سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام الوریٰ ص ۳۵۰)

(۶) نصِ آخر :

سعد نے ابی ہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن عسکری (امام علی النقی) علیہ السلام کے فرزند ابوجعفر کی وفات کے وقت میں وہاں موجود تھا اور اس وقت تک ابوجعفر کی امامت کے اشارے اور دلائل سامنے تھے۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ تو بالکل ابوابراہیم اور اسماعیل کا قصہ ہے۔ اتنے میں میری طرف

اور نقصان کی دونوں طرح کی باتیں آگئیں، اور اگر اللہ کی طرف سے اتمام نعمت و ہدایت فرض نہ ہوتا تو پدرِ بزرگوار کی وفات کے بعد تم لوگ نہ میرا کوئی خط دیکھتے نہ مجھ سے کوئی ایک حرف سنتے۔

درحقیقت تم لوگ اپنے معاد سے غافل ہو۔ میرا دوسرا فرستادہ تم لوگوں کے پاس گیا، پھر میں نے ابراہیم بن عبدہ کو مقرر کیا اور اس کا خط محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت تم لوگوں تک پہونچایا۔ اور اللہ ہر حال میں مددگار ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ زیادتی کر رہے ہو خیر تم لوگ خود گڑھے میں رہو گے۔

جو شخص اللہ کی اطاعت سے منہ موڑے گا، اُس کے اولیاء کی نصیحتوں کو نہ سنے گا وہ رحمتِ خدا سے دور اور بہت دور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ "اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی اطاعت کرو، اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔"

اللہ تم لوگوں کے ضعف اور بے صبری پر رحم کرے، تم لوگوں کے حق میں میری دعا قبول کرے، میرے ہاتھوں تمھارے امور کی اصلاح کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ (سورۂ الاسرا آیت ۷۱)

ترجمہ: (روزِ قیامت ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

"جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۳)

ترجمہ: (تم لوگوں کو ہم نے ایک درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگ انسانوں کے اعمال کے شاہد ہو اور رسولؐ تم لوگوں کے اعمال کا شاہد بنے۔)

نیز یہ بھی فرماتا ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (سورہ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: (تم بہترین اُمت ہو، جو اس لیے پیدا کیے گئے ہو کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔)

لہٰذا میں تو یہی چاہوں گا کہ قیامت کے دن جب اللہ مجھے بلائے اور میرے ساتھ میرے اہلِ زمانہ میں سے جس کو بلائے تو یہ دیکھے کہ میرا اس سے کتنا تعلقِ خاطر تھا، اور اس کو ہمارے ساتھ دنیا و آخرت میں رہنے کی کتنی آرزو و تمنا تھی۔

اے اسحاق! اللہ تم پر اور تمھارے بچوں پر رحم فرمائے۔ میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امرِ امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر اُن کو سخت سے سخت پتھر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوفِ خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعتِ الٰہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین تمھارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت متقیوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدائے رب العالمین کے لیے ہے۔

اے اسحاق! تم ہمارے پیغام رساں ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہونچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمھارے لیے اور تمھارے سارے اہلِ شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہلِ شہر کو بھی پڑھ کر سنا دے تاکہ وہ باز پرس سے بچیں اور اللہ کی اطاعت سے متمسک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اور تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب لوگوں کے شاملِ حال کرے۔

تمھارے اہلِ شہر میں سے ہمارا جو دوستدار ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمھارے اطراف کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، اُن پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کر دیں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہونچائے، یا رازی جس کا نام بتائیں اُس تک پہونچائیں۔ اس لیے کہ یہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

اے اسحاق! تم میرا یہ خط بلالی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی ایک مردِ ثقہ پرہیزگار اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک ممدوح ہے اور جب تمھارا ارادہ بغداد جانے کا ہو تو ہمارے موثق وکیل دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنا دینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جس کو بھی پڑھ کر سنانا ممکن ہو سنا دینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اُن کو اس کی نقل بھی دے دینا، یا جو اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہو اُسے بھی دکھا دینا، اُن سے نہ

سے کسی نے کہا کہ ایک کنیز ہے جو حاملہ معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ اس کنیز کو حجرے میں بند کر کے اس پر نحریر اور اس کے ساتھیوں کا پہرہ بٹھا دیا، اور عورتوں کو بھی وہیں رکھا۔ اس کے بعد آپؑ کے غسل و کفن کا اہتمام ہونے لگا۔ تمام بازار بند ہوگئے۔ میرے والد تمام بنی ہاشم، سردارانِ لشکر اور حکومت کے محرّرین، بلکہ تمام لوگ آپؑ کے جنازے کے ساتھ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا سُرّ من رائے میں قیامت برپا ہوگی۔

جب غسل و کفن ہو چکا تو سلطان نے ابوعیسیٰ ابن متوکل کے پاس آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ نمازِ جنازہ پڑھا دو۔

چنانچہ جب آپؑ کا جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابوعیسیٰ قریب گیا، چہرے سے کفن ہٹایا اور تمام علویوں، عباسیوں، بنی ہاشم، سردارانِ لشکر، حکومت کے محرّرین، قاضیوں اور فقہاء کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ لو، یہ حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن رضاؑ ہیں جو اپنی طبعی موت سے مرے ہیں اور وقتِ وفات امیرالمومنین کے خدام میں سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں میں سے فلاں فلاں اطباء میں سے فلاں فلاں اور قاضیوں میں سے فلاں فلاں موجود تھے۔

پھر ابنِ عیسیٰ نے آپؑ کے چہرے پر کفن ڈال دیا، کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں، اس کے بعد حکم دیا کہ جنازہ اٹھاؤ۔

آپؑ کا جنازہ آپؑ کے گھر کے درمیانی حصے سے اُٹھایا گیا، اور جہاں آپؑ کے پدرِ بزرگوار حضرت امام علی النقی علیہ السلام مدفون تھے وہاں دفن کیا گیا۔

جب سب دفن وغیرہ سے فارغ ہو کر جا چکے تو سلطان اور ان کے اصحاب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش کے لیے بےحد بیتاب ہوئے۔ مختلف گھروں کی تلاشی لی اور اُن کی میراث کی تقسیم کو ملتوی کیا۔ جس کنیز پر حاملہ ہونے کا شُبہ تھا، اُس پر دو سال بلکہ اس سے زیادہ عرصے تک نگران عورتیں اور مرد مقرر کیے گئے۔ جب یہ واضح ہوگیا کہ اس کنیز کے حمل نہیں ہے تو اس کے بعد آپؑ کی میراث آپؑ کے بھائی جعفر اور آپؑ کی والدہ پر تقسیم کردی۔ مگر آپؑ کی والدہ نے آپؑ کی وصیت کا دعویٰ کیا اور قاضی کے سامنے اس وصیت کو ثابت کیا۔

سلطان بہت تلاش میں رہا کہ کہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کا پتہ و نشان مل جائے۔

میراث کی تقسیم کے بعد جعفر میرے والد کے پاس آیا اور بولا: آپ مجھے وہی مرتبہ اور مقام دیدیں جو میرے بھائی اور میرے والد کا تھا۔ (یعنی امامت) میں آپ کو بیس ہزار دینار سالانہ دیتا رہوں گا۔

میرے والد نے اُسے ڈانٹا اور کھری کھری سُنائی اور کہا: اے احمق! جو لوگ تیرے باپ اور تیرے بھائی کو امام مانتے تھے اُن پر سلطان نے نوع بہ نوع مظالم ڈھائے تاکہ وہ اپنے اس اعتقاد سے باز آجائیں۔ مگر یہ ممکن نہ ہو سکا، وہ ان لوگوں کو اُن دونوں کی امامت کے اعتقاد سے نہ ہٹا سکا۔ پس اگر تو اپنے باپ اور اپنے بھائی کے شیعوں کے نزدیک امام ہے تو پھر تجھے اس کی کیا ضرورت ہے کہ سلطان تجھے یہ مرتبۂ امامت عنایت کرے، اور اگر تو اُن کے شیعوں کے نزدیک امام نہیں ہے تو سلطان کے امام بنانے سے کیا فائدہ، وہ لوگ تو تجھے ہرگز امام تسلیم نہ کریں گے۔

اِس کے بعد میرے والد نے اس کو بہت ذلیل کیا اور حکم دیا کہ آئندہ اگر یہ مجھ سے ملنے کے لیے آئے تو اجازت نہ دی جائے۔

چنانچہ میرے والد جب تک زندہ رہے، اُس سے ملاقات نہیں کی۔ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور آج تک سلطان، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش میں ہے۔ (کمال الدین جلد ۱ ص ۱۲۵ — ۱۲۰)

حسن بن محمد اشعری اور محمد بن یحییٰ وغیرہ سے روایت ہے ان سب کا بیان ہے کہ احمد بن عبیداللہ بن خاقان قم میں خراج اور مالگذاری کی تحصیل پر مقرر تھا اور اس کے بعد اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اعلام الوریٰ ص ۳۵۷، کافی جلد ۱ ص ۵۰۳، ارشاد ص ۳۲۰ — ۳۱۸)

⑥ — حکومتِ وقت کو آپؑ کے فرزند کی تلاش

میں نے محمد بن حسین بن عباد سے خود تو یہ روایت نہیں سُنی مگر تاریخ کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات روزِ جمعہ نمازِ صبح کے وقت ہوئی۔ اُس شب کو آپؑ نے اہلِ مدینہ کے نام بہت سے خطوط خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائے۔ یہ واقعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کا ہے۔ وقتِ وفات آپؑ کے پاس صیقل نامی کنیز اور عقید نامی خادم کے سوا اور کوئی نہ تھا، اور اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا بھی رہا ہو تو اس کا علم اللہ کو ہے۔

عقید خادم کا بیان ہے کہ آپؑ نے مصطگی کے ساتھ اُبلا ہوا پانی منگوایا، میں نے پانی حاضر کیا، پھر فرمایا: میں نماز پڑھوں گا۔

ہم لوگوں نے آپؑ کے حجرے میں ایک رومال بچھا دیا۔ آپؑ نے صیقل سے پانی لیا، چہرہ دھویا۔ دونوں ہاتھ ایک ایک مرتبہ دھوئے، سر کا مسح کیا، دونوں پاؤں کا مسح کیا،

اپنے بستر ہی پر نمازِ صبح ادا کی۔ اس کے بعد پینے کے لیے ایک پیالے میں پانی لیا۔ جوں ہی پیالہ منھ کو لگایا، آپؑ کے دندانِ مبارک پیالے پر بجنے لگے، ہاتھ کانپنے لگا۔ صیقل نے فوراً آپؑ کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا، اور فوراً آپؑ کی روحِ مقدس پرواز کر گئی، اور جوارِ رحمتِ الٰہی میں جا پہونچی۔ سُر من رائے میں آپؑ کے والدِ بزرگوار کے پہلو میں آپؑ کو دفن کر دیا گیا۔ اُس وقت آپؑ کی عمر کامل انتیس۲۹ سال تھی۔

اسی روایت کے ضمن میں ابنِ عباد کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ع کی والدۂ گرامی مدینہ سے سُر من رائے تشریف لائیں اور میراث کے متعلق آپؑ کے بھائی جعفر کے ساتھ اُن کے بڑے قضیے رہے۔ جن کا بیان باعثِ طوالت ہے۔

جعفر نے سلطان کے پاس جا کر چغلی کھائی اور وہ راز جسے اللہ نے چھپانے کا حکم دیا تھا، اس کو افشا کر دیا۔

مگر اس راز کو چھپانے کے لیے اس وقت صیقل کنیز نے دعویٰ کر دیا کہ میں حاملہ ہوں۔ لوگ اس کو معتمد کے گھر پکڑ کر لے گئے اور معتمد کی عورتیں اس کی خادمائیں، موفق کی عورتیں اُس کی خادمائیں، قاضی ابنِ ابی شوارب کی عورتیں ہمہ وقت اُس کی نگرانی کرنے لگیں کہ اسی اثنا میں صفّار نے عباسیوں کے خلاف خروج کر دیا۔ پھر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان یک بیک مر گیا۔ ادھر شاہ زنج نے بصرہ پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو سُر من رائے سے نکلنا پڑا، اور صیقل کی طرف سے ان لوگوں کی توجہ ہٹ گئی۔ (کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۱۵۰-۱۴۹)

"مروج الذہب" میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے عہدِ خلافتِ معتمد میں ۲۶۰ھ میں وفات پائی اور اس وقت آپؑ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ فرقۂ قطعیہ یعنی جمہور شیعہ کے نزدیک آپ بارہویں امام حضرت امام مہدی منتظر کے والدِ گرامی ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد ان لوگوں میں حضرت امامِ منتظرؑ کے متعلق اختلاف ہوا اور یہ بیس فرقوں میں بکھر گئے۔

نوٹ : حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ متعدد فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

(۱) ایک فرقے نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات سے انکار کیا، اور کہا کہ وہ غائب ہیں اور وہی قائم منتظر ہیں۔

(۲) دوسرے فرقے نے آپؑ کی موت کا اقرار کیا، مگر اُن کا خیال ہے کہ وہ از سرِ نو زندہ ہونگے اور وہی امام منتظر ہیں۔

(۳) تیسرا فرقہ اس عقیدہ پر متفق ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر آلِ محمدؐ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اب اُمت کے لیے مرجع اہلبیت علیہم السلام کی صرف روایتیں ہیں۔

(۴) چوتھے فرقے کا خیال ہے کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی وصیت کے مطابق آپؑ کے بعد عہدۂ امامت آپؑ کے بھائی جعفر کا حق ہے۔

(۵) پانچواں فرقہ بھی جعفر ہی کی امامت کا قائل ہے مگر بربنائے وصیتِ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہے۔

(۶) چھٹا فرقہ یہ کہتا ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپؑ کے صاحبزادے علی امام ہیں اور وہی مہدی منتظر ہیں۔ اُن میں اور قطعیہ امامیہ کے درمیان لفظی اختلاف ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ ان کا نام علی ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ ان کا نام "م ح م د" ہے۔

(۷) ساتواں فرقہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہی کو امام نہیں تسلیم کرتا، وہ کہتا ہے کہ امام وہی ہوگا جس کے کوئی فرزند ہو، تاکہ اپنے باپ کی حیات تک وہ امام صامت رہے اور اس کے بعد امامِ ناطق، اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے بظاہر کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی، پھر وہ کیسے امام ہو سکتے ہیں؟ اُن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی محمد بن علی النقی ع نے اپنے والد کے انتقال کے بعد اُن کے غلام نفیس کو ہدایت کی کہ یہ خاندانی کتابیں، یہ خاندانی اسلحے جعفر بن علی کو دیدے یہ بات اُن کے اور اُن کے والد امام علی النقی ع کے درمیان طے ہو چکی تھی اسی سبب جعفر بن علیؑ اپنے والد حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے بعد امام ہوئے۔

(۸) آٹھواں فرقہ وہ ہے جو ریب و شک میں مبتلا ہے، اس کو نہیں معلوم کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد امامت اُن کے صلب میں ہے یا اُن کے بھائی جعفر بن علی اور اُن کی اولاد کے حصّے میں ہے۔ اس لیے وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر توقف کرتے ہیں۔ آگے کے لیے کچھ نہیں کہتے۔

ان کے علاوہ شیعوں میں اور بھی متعدد فرقے ہیں۔

(۷) — شیعوں میں افتراق

ابو غانم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا، آپؑ نے فرمایا کہ ۲۶۰ھ میں ... شیعوں میں افتراق پیدا ہوگا

چنانچہ اسی سنہ میں آپؑ نے وفات پائی اور آپؑ کے شیعوں اور نصرت کرنے والوں میں افتراق پیدا ہوگیا۔ کچھ جعفر کی طرف مائل ہوگئے، کچھ نے اس کو امام مان لیا، مگر شک میں رہے، کچھ گومگو میں رہے، کچھ لوگ اللہ کی توفیق سے اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔

(کفایۃ الاثر ص ۲۲۶)

• ابی اور ابن ولید دونوں سعد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ اُس کا بیان ہے کہ جو لوگ حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے وقت موجود اور اُن کے دفن میں شریک تھے اُنھوں نے مجھ سے بیان کیا، اور وہ اتنے تھے کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا، اور ان میں ایسے بھی لوگ تھے کہ اُن جیسوں پر کذب و دروغ کے الزام لگانے کا کوئی جواز نہیں۔

الغرض حضرت ابو محمّد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی وفات کے اٹھارہ یا اُس سے زیادہ سال بعد ۲۷۸ھ میں ہم احمد بن عبیداللہ ابن خاقان کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہ اس وقت قُم پر خلیفۂ وقت کی طرف سے خراج و مالگذاری وصول کرنے کے لیے عامل مقرر تھا، مگر وہ اوّل درجے کا ناصبی اور آلِ ابوطالب کا شدید ترین دشمن تھا۔ دورانِ گفتگو میں آلِ ابی طالب میں سے اُن لوگوں کا ذکر چھڑ گیا جو سُرّ من رائے میں مقیم ہیں، وہ یہ کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ ان میں صلاحیت کیسی ہے بادشاہ کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کیا ہے۔

احمد بن عبیداللہ نے بتایا کہ میں نے سُرّ من رائے میں علویوں کے اندر اہل بیت و سلطانِ وقت اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک ہدایت و خاموشی و عفت و کرم میں حضرت امام حسن بن علی بن محمّد بن رضا علیہ السّلام جیسا شخص نہ دیکھا، نہ سُنا۔ یہ لوگ اپنے بزرگوں پر بھی اُن کی عظمت کو مقدّم سمجھتے تھے اور اسی طرح سردارانِ لشکر اور وزرا، وکاتبین اور عوام الناس بھی ان کا احترام کرتے تھے۔

احمد بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے پسِ پشت کھڑا تھا، اس روز دربارِ عام تھا کہ حاجبین دربار آئے اور عرض کیا کہ حضرت ابن رضاؑ دروازے پر ہیں۔

میرے والد نے بآوازِ بلند کہا، انھیں فوراً آنے کی اجازت دو۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان، سرمگیں آنکھیں، میانہ قد، حسین چہرہ، گداز بدن، چہرے سے ہیبت و جلال آشکارا، اندر داخل ہوئے۔ میرے والد نے جب انھیں آتے ہوئے دیکھا تو اُن کے استقبال کے لیے اُٹھ کر خود چند قدم آگے بڑھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اُنھوں نے بنی ہاشم میں سے کسی کے لیے یا کسی سردارِ لشکر کے لیے یا کسی ولیٔ عہد کے لیے ایسا کیا ہو۔ جب میرے والد اُن کے قریب پہونچے تو گلے لگایا۔ اُن کے چہرے اور دونوں کاندھوں کو بوسہ دیا، اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں ڈالا اور انھیں لاکر اپنے مصلّے پر بٹھایا، جس پر وہ خود بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے

پہلو میں اُن کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گئے، اُن سے باتیں کرنے لگے اور نام کے بدلے احتراماً اُن کی کنیت استعمال کرتے اور کہتے کہ میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر بیحد تعجب ہوا اتنے میں چند حاجبین دربار آئے اور بولے امیر موفق آیا ہے۔

امیر موفق جب میرے والد کے پاس آیا کرتا تو اس کے لیے حاجبین اور مخصوص خدام آگے بڑھ کر استقبال کرتے، نیز میرے والد کی مجلس (جائے نشست) اور گھر کے دروازے کے درمیان دو پردے لٹکا دیتے، تاکہ بے تکلّف آنا جانا رہے۔

ابھی میرے والد اس نوجوان سے مصروفِ گفتگو ہی تھے کہ اُن کی نظر موفّق کے خادمِ خاص پر پڑی۔

اُنھوں نے اُس نوجوان سے کہا، اے ابو محمّد! میں آپؑ پر قربان، اگر آپؑ چاہیں، تو یہاں سے اُٹھ کر دوسری طرف چلے جائیں۔

پھر اپنے غلام سے کہا، انھیں پردوں کے پیچھے لیجاؤ تاکہ موفق کی نظر ان پر نہ پڑ سکے۔

اس کے بعد میرے والد نے اُٹھ کر انھیں گلے لگایا، اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور وہ پسِ پردہ چلے گئے۔

میں نے اپنے والد کے حاجبوں اور غلاموں سے پوچھا، یہ بتاؤ کہ یہ کون ہیں جن کے ساتھ میرے والد اس طرح پیش آئے۔

اُنھوں نے عرض کیا، یہ ایک مردِ علوی ہیں، ان کا نام حسنؑ بن علیؑ ہے مگر ابن رضا کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ سن کر مجھے اور تعجب ہوا۔ میں دن بھر اس نوجوان کے اور اپنے والد کے درمیان ان روابط پر سوچتا اور غور کرتا رہا، یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ میرے والد کی عادت تھی کہ بعد نمازِ عشا بیٹھتے اور ضروری حکم احکامات کو، نیز جو معاملہ سلطان کے سامنے پیش کرنا ہوتا اسے دیکھتے تھے۔

اب جبکہ وہ ان تمام امور سے فارغ ہو کر بیٹھے، تو میں بھی اُن کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ تاکہ کچھ دریافت کروں۔

میرے والد نے کہا، احمد! کیا تمھیں کچھ کام ہے؟

میں نے کہا، جی ہاں، بابا! اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک بات پوچھوں۔

اُنھوں نے کہا، ہاں ہاں، پوچھو۔

میں نے کہا، بابا وہ کون شخص تھا جس کو میں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ

امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور اپنے بعد ان کی امامت پر نص فرمایا۔ نیز مجھے اور اپنے خدام کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا۔ (اعلام الوری ص ۳۵۱)

ابن قولویہ نے کلینی سے اسی کے مثل روایت کی ہے (الارشاد ص ۳۵۱)

یحییٰ بن بشار عنبری سے بھی اسی کے مثل روایت ہے ۔ (کافی جلد ۱ ص ۳۲۵)
(غیبۃ طوسی ص ۱۳۱-۱۳۲)

(۱۲) ــ نصِ آخر :

علی بن عمر نوفلی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کے ساتھ آپ کے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے آپ کے فرزند ابو جعفر محمد کا گذر ہوا۔

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، کیا آپ کے بعد یہ ہم لوگوں کے امام ہوں گے؟

آپ نے فرمایا، نہیں، میرے بعد تم لوگوں کے امام حسنؑ ہوں گے۔

(الارشاد ص ۳۱۵) (اعلام الوریٰ ص ۳۵۰، کافی جلد ۱ ص ۳۲۵-۳۲۶)

(۱۳) ــ نصِ آخر :

عبداللہ بن محمد اصفہانی کا بیان ہے کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد تم لوگوں کا امام وہ ہوگا جو میری نمازِ جنازہ پڑھائے گا۔

راوی کا بیان ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام کو ہم نہیں پہچانتے تھے، مگر امام علی النقی علیہ السلام کی وفات پر وہ برآمد ہوئے اور انھوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (الارشاد ص ۳۱۵)

(۱۴) ــ نصِ آخر :

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا تو میں وہاں موجود تھا۔

آپ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا، اے فرزند! خدا کا شکر کرو امرِ امامت تمھارے حصے میں ہے۔

(اعلام الوریٰ ص ۳۵۰، الارشاد ص ۳۱۵)

(۱۵) ــ نصِ آخر :

علی بن مہزیار سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن (امام علی النقی) علیہ السلام سے عرض کیا، اگر نعوذ باللہ آپ کو کچھ ہو گیا تو پھر ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں؟

آپ نے ارشاد فرمایا، میرے بعد میرا عہدۂ امامت میرے بڑے فرزند یعنی حسن عسکری کو ملے گا۔ (الارشاد ص ۳۱۶)

(۱۶) ــ نصِ آخر :

علی بن عمرو عطار سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ کے فرزند ابو جعفر زندہ تھے اور میرا گمان تھا کہ آپ کے بعد یہی (ابو جعفر) آپ کے جانشین ہوں گے

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، آپ کی اولاد میں سے خاص الخاص کون ہے؟

آپ نے فرمایا، میری اولاد میں سے ابھی کسی کو خاص الخاص نہ سمجھو جب تک کہ میں تم لوگوں کو کوئی حکم نہ دوں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے وفاتِ ابو جعفر کے بعد آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ (آپ کے بعد) یہ امرِ امامت کس کے لیے ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، امرِ امامت (میرے بعد) میری سب سے بڑی اولاد کے لیے ہے، اور ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام جعفر (کذاب) سے بڑے تھے۔

(الارشاد ص ۳۱۶)

(۱۷) ــ نصِ آخر

بنی ہاشم کی ایک جماعت سے روایت ہے جس میں حسن بن حسین افطس بھی تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ جس روز حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا، سب لوگ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ کے لیے صحن خانہ میں ایک فرش بچھا ہوا ہے لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کا اندازہ ہے کہ آلِ ابی طالب اور بنی عباس کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمی اُس وقت آپ کے پاس بیٹھے تھے، ان کے علاوہ آپ کے غلام اور دوسرے لوگ بھی تھے کہ اتنے میں نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کے فرزند

حضرت حسن عسکری علیہ السلام گریبان چاک آپؑ کے پہلو میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ اُس وقت ہم لوگ اُن کو پہچانتے بھی نہ تھے۔

اُن کے کھڑے ہونے کے ایک ساعت بعد حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے فرزند! خدا کا شکر ادا کرو کہ اُس نے امرِ امامت کو تمھارے لیے ودیعت فرمایا ہے۔

یہ سن کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رونے لگے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پھر فرمایا، اللہ ربّ العالمین کی حمد اور اس کا شکر ہے کہ اُس نے ہم پر اپنی نعمت کو تمام کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ہم نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟

کسی نے کہا، یہ امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند حسن ہیں۔

ہمارے اندازے کے مطابق اُس وقت آپؑ کی عمر تقریباً بیس سال ہوگی۔ اُس دن ہم نے انھیں پہچانا اور سمجھ گئے کہ امامت کے لیے ان ہی کو انتخاب کیا گیا ہے۔ اور ان ہی کو آپؑ نے اپنا جانشین نامزد فرمادیا ہے۔ (کافی جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۶-۳۲۷) (الارشاد صفحہ ۳۱۶)

(۱۸) — نصِ آخر:

ابوبکر فہفکی سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام نے مجھے خط میں لکھا کہ میرا فرزند ابو محمد (امام حسن عسکری) آلِ محمدؐ میں صحیح ترین فطرت کا مالک ہے اور ان میں سب سے زیادہ موثق اور صاحب حجت ہے۔ یہ میری اولاد میں سب سے بڑا ہے یہی میرا جانشین ہے، امامت کا عہدہ اسی کو ملے گا۔ جو مسائل تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو، اس سے پوچھو، اس کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی تمھیں احتیاج ہے۔

(اعلام الوریٰ ص ۳۵۱ کافی جلد ۱ صفحہ ۳۲۶-۳۲۷، الارشاد صفحہ ۳۱۶)

احترام واکرام کا سلوک کر رہے تھے ؟ اور فرما رہے تھے کہ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان۔

اُنھوں نے کہا، بیٹے ! وہ ابنِ رضا ہیں جو رافضیوں کے امام ہیں۔

پھر تھوڑی دیر خاموش رہے، اس کے بعد بولے، بیٹے ! اگر یہ خلافت بنی عباس سے نکلی تو بنی ہاشم میں اس خلافت کا مستحق ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور یہ استحقاق ان کو اپنے فضل و شرف، اپنی عفّت و ہدایت، اپنی صیانتِ نفس، اپنی پرہیزگاری اور عبادت، اپنے بہترین اخلاق و صلاحیت کی بنا پر ہے۔ تم انھیں جب دیکھو گے تو یہ سمجھو گے کہ ایک مردِ جلیل و شریف اور عالم و فاضل کی زیارت سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

جب میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق یہ سُنا تو مجھے اپنے والد پر غصہ آیا۔ لیکن میں ان کے حالات لوگوں سے دریافت کرتا اور ان کے متعلق بحث کرتا رہا۔ میں نے بنی ہاشم سردارانِ لشکر، کاتبانِ حکومت، قاضیانِ مملکت، فقہائے عصر اور تمام لوگوں میں جس کسی سے بھی ان کے متعلق دریافت کرتا، یہی معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کے نزدیک ان کا درجہ اعظام واکرام ہے، سب ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور اہلِ بیت اپنے بوڑھوں اور بزرگوں پر بھی انھیں مقدم سمجھتے ہیں۔ مگر ہر ایک یہی کہتا کہ وہ رافضیوں کے امام ہیں۔ پھر تو میرے نزدیک ان کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔ میں نے اُن کے تمام دوست اور دشمن سب کو دیکھا کہ وہ سب اُن کے مدّاح تھے۔

ایک مرتبہ میرے والد کی مجلس میں کچھ اشعری بھی موجود تھے۔ اُن میں سے ایک نے پوچھا، اے ابوبکر ! یہ بھی تو بتائیں کہ اُن کے بھائی جعفر کا کیا حال ہے ؟

اُنھوں نے کہا، جعفر کون ہے جس کا حال معلوم کیا جائے، یا جس کا نام اُن کے ساتھ لیا جائے۔ جعفر بالاعلان فسق و فجور میں مبتلا رہتا ہے، بے شرم و بے حیا اور شارب الخمر ہے، تم نے ایسے لوگ کم ہی دیکھے ہوں گے۔ وہ نرا گدھا اور احمق ہے۔

ایک شُبہے کا ازالہ

واضح ہو کہ سنہ ۱۱۰۶ھ میں سُرَّ مَن رائے کے اندر روضۂ منورۂ عسکریین [illegible] حادثے سے دوچار ہوا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ سرِ من رائے پر رومیوں اور اجلافِ [illegible] غلبہ پا لیا۔ اُن کے ظلم و ستم سے عاجز آ کر وہاں کے سادات و اشراف اپنا گھر بار چھوڑ گئے [illegible] ان رومیوں اور اجلافِ عرب نے روضۂ مقدس کے احترام واکرام میں بے توجہی سے کام [illegible]

چنانچہ ایک شب روضہ کے اندر چراغ کسی نامناسب جگہ رکھ دیا گیا [illegible] ہوا فتیلہ اتفاقاً گر پڑا جس سے روضہ کے فرش اور لکڑیوں نے آگ پکڑ لی چونکہ [illegible] کوئی رہ نہ گیا تھا جو اُس کو بروقت بجھا دیتا، اس لیے روضہ کے سارے فرش [illegible] مقدس صندوق وغیرہ جل گئے۔ یہ چیز ضعیف العقل شیعوں کے اعتقادات [illegible] ناصبیوں میں بیباکی و گستاخی میں اضافہ کا سبب بن گئی۔ حالانکہ ان جاہلوں کو [illegible] سے اللہ کی بارگاہ میں ان ذواتِ مقدسہ کی بلندیٔ مقام اور رفعتِ شان میں کوئی فرق [illegible] یہ حادثہ وہاں کے موجود باشندوں سے اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے۔ یہ ضروری نہیں [illegible] ہی ہوتا رہے۔ کیونکہ معجزہ مصالحِ کلیہ اور اسرارِ خفیہ کے تابع ہوتا ہے۔ ایسے واقعات [illegible] مکلفین کو اُن کے فریضہ کا احساس دلانا اور اُن کی تنبیہ و آزمائش بھی مقصود ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں ایسے واقعات و حادثات تو مدینۂ منورہ کے اندر روضۂ مقدس [illegible] بھی پیش آ چکے ہیں۔ چنانچہ شیخ کامل و فاضل یحییٰ بن سعیدؒ اپنی کتاب "جامع الشرائع" باب [illegible] میں تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ جانے کا موقع ملے تو مستحب ہے کہ آنحضرتؐ کے منبر کے [illegible] نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مگر اس سال یعنی سنہ ۶۵۴ھ میں ماہِ [illegible] اندر منبرِ رسولؐ اور مسجدِ رسولؐ کی چھتیں سب جل گئیں اور اب اس کے بعد [illegible]

نیز صاحبِ کتاب "عیون التواریخ" جو فاضل مخالفین میں سے [illegible] واقعات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ "شبِ جمعہ یکم ماہِ رمضان سنہ ۶۵۴ھ [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آگ لگی اور اس کی ابتدا شمال مغرب کے گوشے سے ہوئی [illegible] داخل ہوا اُس کے ساتھ آگ تھی اُس سے وہاں کی بعض چیزوں [illegible]

(۱) آپؑ کے سرِ اقدس کا نور

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے غلام بدل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سوئے تھے اور آپؑ کے سرِ مبارک سے ایک نور ساطع تھا جو آسمان تک پہونچ رہا تھا۔

(مختار الخرائج ص ۲۱۵ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۰۷)

- کتاب الدلائل میں بھی اسی کے مثل روایت ہے

(۲) اطلاع آمدِ امام مہدیؑ

عیسیٰ بن صبیح سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام ہم لوگوں کے پاس قید خانے میں آئے۔ میں آپؑ کو پہچانتا تھا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا، تمہاری عمر اس وقت پینسٹھ سال اتنے مہینے اور اتنے دن ہے۔ میرے پاس دعاؤں کی کتاب تھی جس میں میری تاریخِ پیدائش تحریر تھی۔ میں نے اُسے دیکھا تو واقعتاً جو آپؑ نے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔

آپؑ نے پھر پوچھا، تمہارے کوئی لڑکا ہے؟

میں نے عرض کیا، نہیں۔

آپؑ نے فرمایا، پروردگارا! اس کو ایک لڑکا عنایت فرما جو اس کا بازو بنے۔ کیونکہ بیٹا باپ کے لیے بہترین بازو ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ، کیا آپؑ کے بھی کوئی بیٹا ہے؟

آپؑ نے فرمایا، ہاں، خدا کی قسم میرے ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ مگر اس وقت تو کوئی لڑکا نہیں ہے

(مختار الخرائج)

(۳) ظہورِ امام مہدیؑ اور انہدامِ منائرِ مساجد

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔

آپؑ نے اثنائے گفتگو ارشاد فرمایا، جب امام قائم (مہدیؑ) کا ظہور ہوگا تو وہ حکم دیں گے کہ مسجدوں کے تمام منارے اور مقصورے (مینار اور کنگرے) منہدم کر دیے جائیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا، آخر وہ ایسا کیوں کریں گے؟

میرے دل میں یہ بات آتے ہی آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ وہ ایسا اس لیے کریں گے کہ یہ جدت اور بدعت ہے۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی مسجد میں کوئی مینار یا مقصورہ بنانے کا حکم دیا، اور نہ کسی حجتِ خدا نے بنوایا۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۳۷۔)

(غیبۃ الشیخ ص ۱۳۳)

- کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۹۶)

- اعلام الوریٰ میں بھی اسناد کے ساتھ جعفری کی یہی روایت مرقوم ہے

(اعلام الوریٰ ص ۳۵۵)

(۴) اسحاقِ کندی کی تناقضِ قرآن اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تردید

ابو القاسم کوفی نے کتاب التبدیل میں تحریر کیا ہے کہ اسحاقِ کندی جو عراق میں اپنے زمانے کا سب سے مشہور فلسفی تھا اس نے ایک کتاب "تناقض القرآن" تصنیف کرنی شروع کی۔ اسے اپنی اس تصنیف پر بڑا ناز ہوا، اور اپنی جگہ پر سمجھنے لگا کہ اس نے علماء میں ایک منفرد مقام حاصل کر لیا ہے۔

اُس کا ایک شاگرد، ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے اُس سے ارشاد فرمایا، کیا تم میں کوئی ایسا مردِ رشید نہیں ہے جو اپنے اُستاد کندی کو اُس کام سے باز رکھ سکے جو وہ قرآن کے سلسلے میں کر رہا ہے؟

اُس شاگرد نے عرض کیا، مگر ہم لوگ تو اُس کے شاگرد ہیں ہمارے لیے یہ بات کب مناسب ہے کہ اُس کے کسی بھی کام پر اعتراض کریں۔؟

دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ چھت بھی جلنے لگی پھر وہاں سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھی، لوگوں نے آگ بجھانے کی فوراً کوشش کی مگر مسجد کی ساری چھتیں جل گئیں، بلکہ بعض ستونوں کے سیسے بھی پگھل گئے، اور یہ سب کچھ لوگوں کے سونے سے پہلے ہوگیا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرے کی چھت بھی جل گئی اور لوگوں نے جمعہ کو نمازِ صبح دوسری جگہ پڑھی۔ بلکہ تاریخ کی کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ قرامطہ نے خانۂ کعبہ کو مسمار کیا اور حجرِ اسود وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور اُسے مسجدِ کوفہ میں نصب کردیا، مگر ان میں سے کسی موقع پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور اللہ کی طرف سے ان مواقع پر فوراً کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی، بلکہ کچھ زمانے کے بعد ان شہروں میں وہاں کے باشندوں پر غضبِ الٰہی کے آثار ظاہر ہوئے جس طرح سامرہ میں روضۂ عسکریین کے جلنے کی وجہ سے غضبِ الٰہی کا اظہار اس طرح ہوا کہ روم پر عربوں کو فتح ہوئی، ان کے کئی شہر انھوں نے چھین لیے، ان کے بےشمار آدمی قتل ہوئے اور یہ جنگ کی آگ ان اطراف میں تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔

پھر اُن کی سلطنت پر افرنگی قابض ہوگئے، اور انھوں نے بھی اُن کے بےشمار آدمی قتل کیے، اور یہ سب نتیجہ تھا اس امر کا کہ انھوں نے امورِ دین میں تساہلی برتی اور ائمہ علیہم السّلام کے احترام میں بےتوجہی سے کام لیا۔

امورِ متذکرۂ بالا ہی غضبِ الٰہی کی شہادت کے لیے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ بخت نصر کا بیت المقدس پر قابض ہونا، اس کو منہدم کرنا، اس کے احترام کو برباد کرنا، حالانکہ بیت المقدس انبیاء اور اوصیاء کا تعمیر کردہ تھا۔ وہ سب سے بڑی عبادت گاہ اور سب سے بڑی مسجد تھی قبلۂ اول تھا، مگر بخت نصر نے وہاں کئی ہزار بنی اسرائیل کے اصفیاء و صلحاء و اخیار اور رہبان کو قتل کر ڈالا۔ یہ بھی اس لیے ہوا کہ بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی، اُن کی مدد نہیں کی، اُن کی شان میں گستاخیاں کیں اور انھیں قتل کیا تھا۔

بہرحال جب سُرَّ مَن رائے میں روضۂ عسکریینؑ کے جلنے کی خبر جب سلطان حسین کو پہونچی تو انھوں نے اس روضہ کی تعمیرِ نو کو اپنے لیے فرضِ عین سمجھا، اور حکم دیا کہ چاروں صندوقوں کی ترصیص و تزیین کردی جائے اور قبر کے گرد جالی دار ضریح بنادی جائے جو انتہائی خوش کن اور دیدہ زیب ہو۔

(فقط) تمت بالخیر